۱۸۰ سوال و جواب پر مشتمل مختصر سیرت و شمائلِ نبوی

جمع و ترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر: ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی، یوپی، انڈیا

بتعاون: ☆ جناب محمد عثمان صاحب موضع دھنسا، ضلع بستی، یوپی۔ ☆ جناب محمد قمر صدیقی صاحب میرا روڈ، ممبئی

۱۸۰ سوال وجواب پر مشتمل مختصر سیرت وشمائلِ نبوی

جمع وترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی، یوپی، انڈیا

بتعاون:

☆ جناب محمد عثمان صاحب موضع دھنسا، ضلع بستی، یوپی۔ ☆ جناب محمد قمر صدیقی صاحب میرا روڈ، ممبئی

نام کتاب...مختصر سیرتِ رسول ﷺ

جمع وترتیب...جمشید عالم عبد السلام سلفیؔ

صفحات..56

ناشر..ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی، یوپی، انڈیا

کمپوزنگ...ابو معاذ سلفیؔ

باہتمام...حافظ عبد المتین بستویؔ

طبع اوّل..نومبر ۲۰۲۳ء

طبع دوم..مئی ۲۰۲۴ء

طبع سوم..اکتوبر ۲۰۲۴ء

تعداد اشاعت...گیارہ سو

ملنے کے پتے:

❀ ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی یوپی، انڈیا۔ رابطہ نمبر:8874232594

❀ مکتبۃ السلام انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

Email Id : maktabsalam2@gmail.com Mob : 9628953010/6393225101

عرضِ ناشر

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على حبيبنا محمد بن عبد الله و على آله وصحبه أجمعين و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أمابعد:

جمعیت اہل حدیث ضلع بستی ایک تعلیمی و رفاہی خالص دینی تنظیم ہے۔ جو اپنے وسائل کی حد تک مختلف میدانوں میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ جمعیت کی بنیادی ترجیحات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ پمفلٹس اور مختلف دینی کتابوں کے ذریعہ بھی دعوت و تبلیغ کو فروغ حاصل ہو، لیکن وسائل کی قلت کے باعث یہ کام تیز رفتاری کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے۔ پھر بھی کوشش یہی ہے کہ اس میدان میں بھی پیش رفت جاری رہے۔

زیرِ نظر کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت و شمائل پر مشتمل ہے، جسے سوال و جواب کی شکل میں بہت ہی عمدہ، سلیس اور دل نشیں پیرائے میں مرتب کیا گیا ہے، جس کے ذریعہ بچوں کے ساتھ ساتھ ہر عمر کے افراد یکساں طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ کتاب مدارس کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہے۔ جماعتِ ادنیٰ یا اولیٰ کے طلبہ و طالبات کے لیے ان شاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اس سے قبل اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں۔ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر جمعیت اہل حدیث ضلع بستی کے ذمہ داران نے اسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس تیسرے ایڈیشن کے لیے فاضل مرتب نے مزید حذف و اضافہ اور تسہیل و تہذیب کے ساتھ کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ اس سے افرادِ جماعت مستفید ہوں گے اور نونہالانِ ملتِ اسلامیہ اسے ازبر کرنے کی کوشش کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتب و ناشر اور دیگر تمام معاونین کو اجر جزیل سے نوازے اور کتاب کو مقبولیتِ عام عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام عليكم و رحمة الله و بركاته

خادم جماعت و جمعیت

حافظ عبد المتین بستوی

۱۶/اکتوبر ۲۰۲۴ء

حرفِ اوّل

الحمد للہ رب العالمين والصلاة والسلام علیٰ خير خلقه محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلیٰ يوم الدين، أمابعد :

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تمام مسلمانوں کے لیے آئیڈیل، اُسوہ اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ذات سے الفت و لگاؤ اور آپ کے جملہ فرامین سے محبت و شیفتگی ہر مسلمان کا واجبی فریضہ ہے۔ آپ کی اطاعت و اتباع کرنا، آپ کی زندگی کو اُسوہ اور حرزِ جاں بنانا اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے ناگزیر ہے۔ بحیثیت مسلمان نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں معرفت حاصل کرنا اور آپ کے حالات و کوائف سے آگاہ رہنا نہایت ضروری ہے، اس لیے کہ آپ کی اطاعت و اتباع اور اُسوۂ زندگی کو اپنانے میں ہی دنیوی و اُخروی نجات اور کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ آئے دن یہ بات سامنے آتی رہتی ہے کہ حریتِ فکر و نظر اور آزادیِ اظہارِ رائے کی آڑ میں دشمنانِ اسلام رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر حملہ کرنے اور آپ کی صاف و شفاف شبیہ کو بگاڑنے کی ناکام و ناروا کوشش کرتے رہتے ہیں، جس کا مفکرین و محققینِ اسلام کی جانب سے منہ توڑ و مسکت جواب بھی دیا جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خود ہم مسلمانوں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے رہبر و رہنما کی زندگی سے ناواقف رہتے ہیں اور انھیں نبی ﷺ کی زندگی و عام معمولات سے کچھ لینا دینا نہیں رہتا ہے۔

نبیِ رحمت، خاتم الأنبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہم سے رخصت ہوئے چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ بیت چکا ہے، مگر یہ ایک معجزہ اور زندہ حقیقت ہے کہ حیاتِ نبوی کی مکمل تفصیل، آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات، عبادات و معاملات، سنہرے و انمول فیصلے، اندازِ کلام و گفتگو، نشست و برخاست، بود و باش، قیام و طعام، ہنسنے اور رونے، سونے اور جاگنے، اپنوں اور غیروں کے ساتھ آپ کے عمدہ رویے، بچوں کے ساتھ آپ کی بے پناہ شفقتیں، اُمہات المؤمنین ازواج مطہرات کے ساتھ

آپ کی الفتیں، یتیموں کے ساتھ آپ کی محبتیں، غرض کہ پیارے نبی ﷺ کی معمولاتِ زندگی، روز مرہ رونما ہونے والے چھوٹے بڑے حادثات و واقعات، غزوات و سرایا اور حیاتِ طیبہ کے ایک ایک پل سیرت واحادیث کی کتابوں میں حرف بحرف مندرج ہیں۔

چودہ سو سال سے زائد کے طویل عرصے میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر دنیا کی تمام تر زندہ زبانوں میں لاتعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، جن میں سے کچھ کتابیں مختصر ہیں تو کچھ کا دائرہ متوسط جب کہ کچھ ضخیم اور مطول ہیں، جن کے اندر نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے ہر ہر گوشے پر شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے اور آج بھی متنوع انداز میں آپ کی سیرتِ طیبہ پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت یہ متبرک سلسلہ جاری رہے گا۔ اِن شاء اللہ

اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی سیرت و شمائلِ نبوی پر مشتمل آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ مختصر کتابچہ بھی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے حالات و کوائف، معمولات اور اخلاق وعادات وغیرہ کو معروف و متداول کتبِ احادیث و سیرت کی مدد سے سوال وجواب کے طرز پر مختصر انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

یہ مختصر کتابچہ دراصل چودہ پندرہ سال کے بچوں کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، اس لیے اس کی جمع و ترتیب میں اوّلین ترجیح یہ رہی ہے کہ اختلافات سے قطعِ نظر سیرتِ نبوی سے متعلق تمام تر چھوٹی بڑی معتمد و مستند بنیادی باتیں مختصر اور قدرے مفصل و جامع انداز میں آجائیں تاکہ طلبہ اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور پھر نبوی زندگی سے متعلق جان کاری حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی بھی اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کریں۔ عزیز بچوں کی آسانی کے لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان عبارات اور جملے آسان اور سلیس رہیں، مشکل الفاظ وتراکیب نہ استعمال کیے جائیں، تاہم کتاب میں جہاں بھی مشکل الفاظ کا استعمال ناگزیر ہو گیا ہے، کتاب کے آخر میں اُن الفاظ کے معانی بھی درج کر دیے گئے ہیں تاکہ مفہوم سمجھنے میں کوئی پریشانی نہ ہو، اسی طرح حاشیہ میں بھی بعض اہم امور کی قدرے وضاحت کر دی گئی ہے اور کتاب کے اندر بعض اہم مقامات پر حوالہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ محترم اساتذۂ کرام اگر

ضرورت محسوس کریں تو اس کی طرف رجوع کرکے اس کی مزید تفصیل بچوں کے گوش گزار کر سکیں۔

اس مختصر کتابچہ کو بچوں کے معیار کے مطابق بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کہیں کسی بھی طرح کی کوئی کمی یا غلطی نظر آئے تو اہلِ علم حضرات سے خصوصی طور پر التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

ویسے تو یہ کتاب چھوٹے بچوں کے لیے تیار کی گئی ہے، مگر ہمیں قوی امید ہے کہ کم پڑھے لکھے افراد بلکہ ہر طبقہ کے لیے ان شاء اللہ یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔ اس لیے والدین و ذمہ داران حضرات اور محترم اساتذۂ کرام سے بصد خلوص و احترام گزارش ہے کہ اپنے بچوں اور طلبہ کو سیرتِ نبوی سے متعلق یہ بنیادی باتیں ضرور ازبر و ذہن نشین کرائیں اور اُنھیں اپنے قول و کردار سے نبوی اوصاف و خصائل کا عادی و خوگر بنائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

سوال و جواب پر مشتمل اس مختصر کتابچہ کو "مکتبۃ السلام" کے رکن رکین میرے بڑے بھائی مولانا جمشید عالم عبد السلام سلفی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے، اس کے نفع کو عام کرے اور اس کی تیاری و طباعت میں حصہ لینے والے تمام لوگوں کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنائے اور ہم تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو پڑھنے، سمجھنے، اُسے فروغ دینے اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وسلم تسلیما کثیرا

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم کتاب وسنت

محبوب عالم عبد السلام سلفی

مدیر: مکتبۃ السلام انتری بازار، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

یکم نومبر ۲۰۲۳ء بروز بدھ

عرضِ مرتب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ أشرف الأنبياء والمرسلين وسيد ولد آدم نبينا وحبيبنا محمد المصطفىٰ وعلىٰ آله المجتبىٰ وصحبه الأخيار ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين أمابعد :

پیارے نبی ﷺ کی سیرت و حالاتِ زندگی پر یوں تو چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، لکھی جارہی ہیں اور تاقیامت لکھی جاتی رہیں گی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور ان کی تعلیمات و پیغام سے ہمارا ایمانی رشتہ جڑا ہوا ہے۔ یہ مختصر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے حالات اور سیرت و شمائل کو مختصر طور پر سوال و جواب کی صورت میں معتبر و مستند حوالوں کی مدد سے یکجا کیا گیا ہے اور اس کے لیے آسان زبان اور سادہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے تاکہ چھوٹی عمر کے بچے و بچیاں اور کم پڑھے لکھے لوگ بھی اسے پڑھ اور سمجھ سکیں اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ سوالات کے انتخاب کے لیے اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ سیرت و شمائلِ نبوی کے حوالے سے تمام تر بنیادی باتیں آجائیں اور کوئی اہم بات چھوٹنے نہ پائے اور اسے پڑھنے کے بعد طلبہ اپنے رہبر و رہنما، حبیبِ رب دو جہاں ﷺ کے حالاتِ زندگی سے نہ صرف واقف ہو سکیں بلکہ ان سے بھرپور محبت کرنے کی تڑپ دلوں میں پیدا ہو اور زندگی کے تمام تر معاملات میں انھیں اپنا آئیڈیل و نمونہ بنائیں۔ اللہ اس مقصد کو پورا فرمائے۔ آمین!

اللہ رب العالمین کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس کی توفیق سے یہ کام انجام پارہا ہے۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد و ثنا اور شکر گزاری کے بعد اپنے ان تمام احباب و اخوان کا ممنون ہوں کہ جنھوں نے کسی بھی طرح سے اس کتاب کی تیاری و اشاعت میں حصہ لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے، اسے شرفِ قبولیت سے نوازے، اس کے نفع کو عام فرمائے اور اسے ہم لوگوں کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جمشید عالم عبدالسلام سلفی

۲۶/اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

پیدائش سے نبوت تک کے حالات

سوال نمبر۱: پیارے نبی ﷺ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سوموار کے دن ۹/ربیع الاول سنہ ۱ "عام الفیل" کو صبح کے سہانے وقت عرب کے ایک مقدس شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ عیسوی سن کے حساب سے یہ ۲۲/اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔ [رحمۃ للعالمین:۱/۴۰]

سوال نمبر۲: عام الفیل کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے کتنے دنوں بعد نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی؟

جواب: جس سال پیارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی، اُسی سال یمن کے گورنر ابرہہ حبشی نے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لیے ایک بڑے لشکر اور نو ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تھی، مگر اللہ نے ابابیل پرندوں کا لشکر بھیج کر انھیں تباہ و برباد کر دیا۔ اسی واقعے کی مُناسبت سے اس سال کو "عام الفیل" یعنی ہاتھی والا سال کہا جاتا ہے اور اس واقعے کے پچاس یا پچپن دنوں بعد نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی۔

سوال نمبر۳: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا والوں کی حالت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا کے لوگ شرک و بت پرستی اور کفر و جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، ان کے درمیان فتنہ و فساد اور آپسی جھگڑے عروج پر تھے، قدیم آسمانی کتابوں مثلاً تورات، انجیل، زبور وغیرہ میں بھی تحریف کر کے اُن کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا گیا تھا۔

سوال نمبر۴: پیارے نبی ﷺ کا عقیقہ اور ختنہ کب ہوا اور آپ کا نام کس نے اور کیا رکھا؟

جواب: عرب کے دستور کے مطابق پیدائش کے ساتویں دن دادا عبدالمطلب نے عقیقہ کیا اور ختنہ کروایا اور آپ کا نام محمد رکھا اور امی جان نے آپ کا نام احمد رکھا۔[1]

---

[1] قرآن و حدیث میں پیارے نبی ﷺ کے اور بھی نام بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً: العَاقِب، الحَاشِر، الْمَاحِي، الفَاتِح،

سوال نمبر۵: کیا پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام "محمد" اور "احمد" قرآن میں آیا ہے؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام "محمد" قرآن میں چار مرتبہ اور "احمد" ایک مرتبہ آیا ہے۔[1]

سوال نمبر۶: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ابو اور امی کا نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ابو کا نام عبداللہ اور امی کا نام آمنہ تھا۔

سوال نمبر۷: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا، دادی اور نانا، نانی کا نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا کا نام عبدالمطلب، دادی کا نام فاطمہ بنت عمرو، نانا کا نام وہب بن عبد مناف اور نانی کا نام بَرَّہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔

سوال نمبر۸: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا متّفق علیہ نسب نامہ بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا متفق علیہ نسب نامہ یہ ہے: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مُرَّہ بن کَعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَد بن عَدنان۔ [دیکھیے: زادالمعاد: ۱/۷۰]

سوال نمبر۹: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کس قبیلے اور خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کا خاندان کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "قبیلۂ قریش" کے ایک خاندان "بنو ہاشم" میں پیدا ہوئے، جسے "ہاشمی خاندان" بھی کہتے ہیں اور یہ خاندان ملکِ عرب بلکہ روئے زمین کا سب سے اعلیٰ و اشرف خاندان تھا اور آپ ہی کے خاندان والے خانۂ کعبہ کے منتظم و نگراں تھے۔

سوال نمبر۱۰: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کن کن کا دودھ پیا؟

الْمُقْفِي، البَشِير وغیرہ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعثت کے بعد پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود اپنا عقیقہ کیا۔ اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے، [سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۲۷۲۶] جب کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسی طرح ختنہ کے متعلق بھی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مختون پیدا ہوئے تھے، لیکن دلائل و قرائن کے رُو سے یہ موقف درست نہیں معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[1] ناموں کے لیے دیکھیے: سورۂ آل عمران: ۱۴۴، سورۂ احزاب: ۴۰، سورۂ محمد: ۲، سورۂ فتح: ۲۹، سورۂ صف: ۶

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے اپنی امی کا دودھ پیا، پھر دو تین دنوں تک ابولہب کی لونڈی ثُوَیْبَہ کا دودھ پیا اور پھر دائی حلیمہ سعدیہ کے یہاں دودھ پینے کے لیے بھیجا گیا۔

سوال نمبر ۱۱: پیارے نبی ﷺ کو دائی حلیمہ سعدیہ کے یہاں کیوں بھیجا گیا؟ اور ان کے یہاں آپ کتنے سالوں تک رہے؟

جواب: مکہ کے بڑے اور شریف گھرانوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کو دودھ پلانے والی کسی دیہاتی عورت کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ ان کا بچہ اچھی اور کھلی آب و ہوا میں پرورش پائے اور فصیح زبان بولنے کا عادی ہوجائے۔ دستور کے مطابق اسی مقصد کے لیے پیارے نبی ﷺ کو بھی دائی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا اور ان کے یہاں آپ چار سالوں تک رہے۔

سوال نمبر ۱۲: پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک کتنی مرتبہ اور کب کب چاک کیا گیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک دو مرتبہ چاک کیا گیا: **پہلی مرتبہ** چار برس کی عمر میں، اُن دنوں آپ دائی حلیمہ کے یہاں تھے اور **دوسری مرتبہ** خانۂ کعبہ کے پاس جب آپ کو معراج کرایا گیا۔

دونوں مرتبہ جبریل علیہ السلام نے چاک کیا اور آپ کا دل نکال کر آبِ زمزم سے دھویا۔

سوال نمبر ۱۳: پیارے نبی ﷺ کے ابو اور امی کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے ابو کی وفات پچیس برس کی عمر میں مدینہ کے اندر ہوئی، اُس وقت آپ ماں کے پیٹ میں تھے اور جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو مقامِ ابواء[1] میں والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

سوال نمبر ۱۴: والدہ کی وفات کے بعد پیارے نبی ﷺ کی پرورش کس طرح ہوئی؟

جواب: والدہ کی وفات کے بعد پیارے نبی ﷺ کی پرورش دادا عبد المطلب کی دیکھ ریکھ میں ہوئی اور ان

---

[1] مقامِ ابواء مکہ سے تقریباً ۲۶۱/کلو میٹر اور مدینہ سے تقریباً ۲۲۲/کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ آپ کی والدہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے اپنے یتیم بچے محمد ﷺ، اپنی خادمہ اُم ایمن اور سرپرست عبد المطلب کے ساتھ مدینہ گئی تھیں اور وہاں ایک ماہ قیام کرنے کے بعد واپس ہو رہی تھیں کہ راستے ہی میں بیمار ہو گئیں اور بیماری نے اتنی شدت اختیار کر لی کہ مقامِ ابواء میں فوت ہو گئیں۔

کی وفات کے بعد چچا ابوطالب کی نگرانی میں ہوئی اور دایہ کی ذمہ داری اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے نبھائی۔

سوال نمبر ۱۵: اُمِّ ایمن کون تھیں؟ پیارے نبی ﷺ سے ان کا کیا تعلق تھا؟

جواب: اُمِّ اَیمن پیارے نبی ﷺ کی دایہ تھیں، ان کا نام بَرَکہ حبشیہ تھا اور ان کو آپ نے اپنے والد کے ترکہ میں پایا تھا۔ اُنھوں نے بچپن میں آپ کو گود کھلایا تھا اور آپ کی خوب خدمت کی تھی۔

سوال نمبر ۱۶: دادا عبدالمطلب کی وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ اور دادا عبدالمطلب کی عمر کتنی تھی؟

جواب: دادا عبدالمطلب کی وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کی عمر ۸ سال ۲ مہینے ۱۰ دن کی تھی اور دادا کی عمر ۸۲ برس تھی۔ [پیغمبر عالم ص:۹۶]

سوال نمبر ۱۷: پیارے نبی ﷺ کے کتنے چچا اور کتنی پھوپھیاں تھیں؟ سبھوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے گیارہ چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔

چچاؤں کے نام یہ ہیں: ① حمزہ ② عباس ③ ابوطالب ④ ابولہب ⑤ زبیر ⑥ عبدالکعبہ ⑦ مُقوِّم ⑧ ضِرار ⑨ قُثَم ⑩ مغیرۃ ⑪ غَیداق

پھوپھیوں کے نام یہ ہیں: ① صفیہ ② عاتکہ ③ بَرَّہ ④ اَروىٰ ⑤ اُمیمہ ⑥ اُم حکیم اَلبَیضَاء۔ [دیکھیے: زاد المعاد: ۱/۱۰۱-۱۰۲]

سوال نمبر ۱۸: پیارے نبی ﷺ کے مسلمان ہونے والے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے صرف دو چچا: حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے اور صرف دو پھوپھیاں: صفیہ اور اَروىٰ رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئیں۔ [زاد المعاد: ۱/۱۰۲]

سوال نمبر ۱۹: پیارے نبی ﷺ بچپن میں کیسے انسان تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ بچپن ہی سے بہت نیک اور شریف انسان تھے۔ آپ نے نہ کبھی جھوٹ بولا، نہ کسی کو گالی دی، نہ وعدہ خلافی کی، نہ کبھی جاہلیت کے بُرے کاموں میں شریک ہوئے، نہ بُرے لوگوں کو دوست بنایا اور نہ بُری مجلسوں کے قریب گئے۔

سوال نمبر۲۰: جنگِ فجار کب پیش آئی، اس کا پس منظر کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: جنگِ فِجار ماہ ذی قعدہ ۲۰/عام الفیل ۵۹۰ء میں پیش آئی۔ اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ بنوکنانہ کے ایک شخص نے قیس عَیلان کے تین آدمیوں کو قتل کر دیا تھا، چناں چہ اس کی خبر جب بازارِ عُکاظ میں پہنچی تو دونوں قبیلے اپنے اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر آپس میں لڑ پڑے۔ پیارے نبی ﷺ بھی اس جنگ میں شریک تھے، مگر لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا بلکہ صرف دشمن کے پھینکے ہوئے تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ جنگ کے آخر میں دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی۔

سوال نمبر۲۱: "حِلْفُ الفُضول" کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنگِ فِجار کے چند دنوں بعد قریش کے تمام اہم قبیلوں نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ وہ ہر مظلوم کی مدد کریں گے اور حق داروں کو اُن کا حق دلوائیں گے۔ اسی مُعاہَدے کا نام "حِلْفُ الْفُضول" ہے۔ پیارے نبی ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک تھے۔[1]

سوال نمبر۲۲: روزگار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے کون سا پیشہ اختیار کیا؟

جواب: روزگار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے بچپن میں بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار کیا اور جب جوانی کی عمر کو پہنچے اور کاروبار سنبھالنے کے لائق ہوئے تو تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔

سوال نمبر۲۳: پیارے نبی ﷺ نے تجارت کے لیے شام کا سفر کب اور کتنی مرتبہ کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے تجارت کے لیے ملکِ شام کا سفر دو مرتبہ کیا۔ **پہلی مرتبہ** بارہ سال کی عمر میں چچا ابوطالب کے ساتھ اور **دوسری مرتبہ** پچیس سال کی عمر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ۔ دوسرے سفر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرَہ بھی ساتھ میں تھے۔

سوال نمبر۲۴: ملکِ شام کے پہلے سفر میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: ملکِ شام کے پہلے سفر میں یہ اہم واقعہ پیش آیا کہ وہاں بُحَیْرا نام کے ایک عیسائی راہب سے

---

[1] پیارے نبی ﷺ نے اس معاہدے کو "حِلْفُ المُطَیِّبین" "اچھے لوگوں کا عہد نامہ" بھی کہا ہے۔ [مسند احمد:۱۶۷۶،۱۶۵۵]

ملاقات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ کے اندر نبوت کی نشانیاں دیکھ کر قافلہ والوں کو خبر دی کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور اللہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنائے گا۔[سنن ترمذی:۳۶۲۰]

سوال نمبر ۲۵: پیارے نبی ﷺ کی تجارت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی تجارت امانت داری، سچائی اور ایفائے عہد پر قائم تھی۔ آپ نے نہ کسی کو دھوکا دیا اور نہ کبھی بے ایمانی کی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ معاملہ کیا وہ آپ کی سچائی اور امانت داری کے گُن گاتے تھے اور تجارت کے لیے اپنا مال پیش کرتے تھے۔

سوال نمبر ۲۶: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے کس خاتون سے شادی کی؟ اُس وقت آپ کی اور اُن کی عمر کتنی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے خدیجہ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور اس وقت آپ کی عمر پچیس سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔[اخبار مکۃ للازرقی:۱۹۹/۲][1]

سوال نمبر ۲۷: پیارے نبی ﷺ کی شادی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیسے طے پائی؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے شام کے سفر سے واپسی کے بعد جب آپ کے حُسنِ اخلاق اور امانت و شرافت وغیرہ کی تعریف فرمائی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مکہ کے دیگر سرداروں کے آئے ہوئے پیغامِ نکاح کو ٹھکرا دیا اور پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں شادی کا پیغام بھیجا، آپ نے ان کی نیکی اور سچائی کو دیکھتے ہوئے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اپنے چچاؤں کے مشورے سے ان کے پیغامِ نکاح کو قبول فرمایا اور دونوں خاندانوں کی رضامندی کے بعد اُن سے شادی کر لی۔

سوال نمبر ۲۸: خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسی خاتون تھیں؟ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی نیک اور انتہائی حوصلہ مند خاتون تھیں۔ انھیں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اللہ

---

[1] شادی کے وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں مشہور قول ۴۰/ سال کا ہے، میرے استاذ علامہ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازروئے تحقیق اسی قول کو راجح و منقح قرار دیا ہے۔[سیرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ص:۴۳] تاہم بعض محققین کے نزدیک شادی کے وقت ان کی عمر ۲۸/ سال تھی۔ اسی طرح ۲۵سال/ ۳۵سال اور ۴۵/ سال کا قول بھی منقول ہے۔

تعالیٰ نے جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعہ ان کو سلام بھیجا تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا، وہ آپ کے ہر دُکھ سُکھ میں شریک رہتی تھیں اور اپنی جان ومال کو آپ پر نچھاور کر دیا تھا۔

سوال نمبر۲۹: خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں پیدا ہوئیں؟ ہر ایک کے نام بتاؤ؟

جواب: خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ **بیٹوں کے نام یہ ہیں:** ❶ قاسم، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کنیت ابوالقاسم اِنھیں سے ہے، یہ دو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ❷ عبداللہ، ان کا لقب طیّب اور طاہر تھا، یہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ **بیٹیوں کے نام یہ ہیں:** ❶ زینب، ❷ رقیہ، ❸ ام کلثوم ❹ فاطمہ۔ تمام بچیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔

سوال نمبر۳۰: کیا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے علاوہ کسی اور بیوی سے آپ کی اولاد ہوئی؟

جواب: خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے علاوہ کسی اور بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ہاں آپ کی لونڈی ماریہ قِبطیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے آپ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

سوال نمبر۳۱: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹیوں کے شوہروں یعنی آپ کے دامادوں کے نام بتائیں؟

جواب: ① زینب کے شوہر کا نام ابوالعاص بن ربیع تھا۔ ② رقیہ کے شوہر کا نام عثمان بن عفان تھا۔ ③ ام کلثوم کی شادی بھی رقیہ کی وفات کے بعد عثمان بن عفان سے ہوئی تھی، اسی لیے ان کا لقب ذوالنُّورَین ہے۔ ④ فاطمہ کے شوہر کا نام علی بن ابی طالب تھا۔

سوال نمبر۳۲: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب پینتیس سال کے ہوئے تو مکہ میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب پینتیس سال کے ہوئے تو خانۂ کعبہ کی عمارت میں حجرِ اسود نصب کرنے کا معاملہ پیش آیا۔[1] ہر قبیلے کا دعویٰ تھا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ رکھنے کے ہم زیادہ حق دار ہیں، فیصلہ یہ ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے وہی حَکَم ہو گا، اللہ کی مَشِیَّت کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب سے

[1] ایک زور دار سیلاب آنے کی وجہ سے خانۂ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئی تھیں، اس لیے مکہ والوں نے نئے سرے سے اس کی تعمیر شروع کی تھی اور جب حجرِ اسود لگانے کا وقت آیا تو ان میں بہت شدید اختلاف ہو گیا، قریب تھا کہ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی، مگر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دور اندیشی کی وجہ سے جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی۔

پہلے تشریف لے آئے اور آپ کو حَکَم بنایا گیا، آپ نے بڑی حکمت کے ساتھ قبائل کے سرداروں کی مدد سے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر لگا دیا، جس سے قبائل کا آپسی اختلاف اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

سوال نمبر ۳۳: نبی بنائے جانے سے پہلے پیارے نبی ﷺ کیسے انسان تھے؟

جواب: نبی بنائے جانے سے پہلے بھی پیارے نبی ﷺ نہایت شریف، امانت دار، وعدہ کے پکے، قول کے سچے، حق پَرَست، مظلوموں اور مجبوروں کا ساتھ دینے والے انسان تھے، حتیٰ کہ جانی دشمن بھی آپ کی شرافت اور کردار کی بلندی کے قائل تھے، اسی لیے مکہ والے آپ کو اَمین اور صادق کے لقب سے پکارتے تھے۔

═ ❁ ✿ ❁ ═

نبوت سے ہجرت تک کے حالات

سوال نمبر ۳۴: پیارے نبی ﷺ پر نبوت و رسالت کا آغاز کس طرح ہوا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پر نبوت و رسالت کا آغاز سچے خوابوں کے ذریعے ہوا۔ آپ ﷺ جب بھی کوئی خواب دیکھتے تو وہ سچ ثابت ہوتا تھا۔

سوال نمبر ۳۵: نبوت ملنے سے پہلے پیارے نبی ﷺ کا معمول کیا تھا؟

جواب: نبوت ملنے سے پہلے پیارے نبی ﷺ تنہائی پسند ہو گئے تھے اور آپ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ ستو اور پانی لے کر ''غارِ حرا''[1] میں چلے جاتے اور اکیلے کئی کئی راتیں عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ نے آپ کے دل میں بتوں اور اپنی قوم کے دین کی نفرت ڈال دی تھی، اس لیے زیادہ تر مظاہرِ قدرت پر غور فرمایا کرتے تھے۔

سوال نمبر ۳۶: پیارے نبی ﷺ کو کب، کہاں، کتنی عمر میں اور کیسے نبوت ملی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو ۲۱/رمضان المبارک بروز سوموار مطابق ۱۰/اگست ۶۱۰ء کو چالیس سال چھ ماہ، بارہ دن کی عمر میں غارِ حرا کے اندر نبوت ملی۔[2] اللہ کے حکم سے غارِ حرا کے اندر جبریل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو پکڑ کر تین مرتبہ زور سے دبایا اور قرآن کریم کی یہ پانچ آیتیں پڑھائیں: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۞ اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[3] اور اسی کے ساتھ آپ ﷺ کو نبی بنایا گیا۔ [صحیح بخاری: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰]

سوال نمبر ۳۷: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کی کیا کیفیت ہوئی؟ پھر کس نے اور کیسے دلاسا دیا؟

---

[1] ''غارِ حرا'' مکہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ [2] پیغمبر عالم ص: ۱۱۰

[3] آیتِ کریمہ کا ترجمہ: ''اپنے رب کے نام سے پڑھ، جس نے پیدا کیا۔ اُس نے انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ساتھ سکھایا۔ اُس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر ڈر گئے، اپنی جان کا خطرہ محسوس کیا اور گھر آکر ساری کیفیت بیوی خدیجہ سے بیان فرمائی تو اُنھوں نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "آپ مطمئن رہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق پر رہ کر مصیبتیں اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں۔"[1]

سوال نمبر ۳۸: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کس کے پاس لے گئیں اور انھوں نے آپ سے کیا کہا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچیرے بھائی وَرَقہ بن نَوفَل[2] کے پاس لے گئیں۔ اُنھوں نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا، کاش! میں اُس وقت جوان رہتا، کاش! میں اُس وقت زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! سب پیغمبروں کے ساتھ یہی ہوا ہے اور اگر میں اس وقت زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ [صحیح بخاری: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰]

سوال نمبر ۳۹: سب سے پہلے کون کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: سب سے پہلے عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا، نو عمر بچوں میں علی رضی اللہ عنہ، مردوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ۴۰: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز کہاں سے فرمایا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز سب سے پہلے اپنے گھر، خاندان اور قریبی رشتہ داروں سے فرمایا۔

سوال نمبر ۴۱: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے عَلانیہ تبلیغ کہاں کی؟ لوگوں کا برتاؤ کیسا رہا؟

---

[1] صحیح بخاری: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰ [2] ورقہ بن نوفل ایک عیسائی عالم تھے، جب انھوں نے سارا واقعہ سنا تو پہچان گئے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں، کیوں کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں آخری نبی کی نشانیاں پڑھ رکھی تھیں۔

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے صفا پہاڑی پر چڑھ کر عَلَانیہ تبلیغ کی، لوگوں نے نازیبا باتیں کہہ کر آپ کا مذاق اُڑایا۔ آپ کا چچا ابولہب بُرا بھلا کہنے میں سب سے آگے تھا۔[1]

سوال نمبر ۴۲: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کا ذریعۂ معاش کیا تھا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے ذریعۂ معاش کے لیے کوئی خاص پیشہ اختیار نہیں فرمایا۔[2]

سوال نمبر ۴۳: پیارے نبی ﷺ کی دعوت کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی دعوت قرآن و حدیث اور توحید و سنت ہے۔ آپ نے لوگوں کو شرک و کفر کے اندھیروں سے نکال کر توحید و سنت کے نورانی راستے پر گامزن کر دیا۔

سوال نمبر ۴۴: پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے دعوتی مراحل کو ہم کتنے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کی زندگی کے دعوتی مراحل کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: **اوّل:** خفیہ طور پر اپنے قریبی رشتے داروں اور دوست احباب کو اسلام کی دعوت دینا، یہ مرحلہ مکی دور کے ابتدائی تین سالوں تک پر مشتمل ہے۔ **دوم:** پوری قوم اور پورے شہرِ مکہ کو کھل کر اسلام کی دعوت دینا، یہ مرحلہ نبوت کے دسویں سال تک پر مشتمل ہے۔ **سوم:** مکہ اور پاس پڑوس کے قبیلوں میں اسلامی دعوت کو عام کرنا، یہ مرحلہ نبوت کے دسویں سال سے شروع ہوا۔ **چہارم:** پورے عرب قبائل کو اپنی دعوت سے جوڑنا، یہ مرحلہ سن ۵ ہجری تک پر مشتمل ہے۔ **پنجم:** دنیا کے تمام مذاہب اور لوگوں کے لیے اپنی دعوت کو عام کرنا، یہ مرحلہ سن ۵ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴۵: وحی کسے کہتے ہیں اور کتنے طریقوں سے اللہ تعالیٰ نے وحی کا نزول فرمایا؟

---

[1] اسی موقع پر ابولہب نے کہا تھا کہ: سارا دن تیرے لیے ہلاکت ہو! کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا ہے؟ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل فرمائی۔ [صحیح بخاری: ۴۷۷۰]

[2] یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدینہ میں آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ: مدینہ پہنچنے کے بعد اپنے دادا کے ننھیالی رشتہ داروں، مسلمانوں، بادشاہوں اور عام وفود کے ہدایا و تحائف نیز مالِ غنیمت و مالِ فے اور بیت المال سے ملنے والے اموال پر گزر بسر کرتے تھے۔ اسی طرح آپ نے ذاتی طور پر دودھ دینے والی بکریاں اور اونٹنی بھی خرید رکھی تھیں۔ یہ سب اس قدر وافر مقدار میں ہوتا تھا کہ آپ خوب خوب صدقہ و خیرات بھی کرتے تھے اور اپنے پاس کوئی ذخیرہ نہیں رکھتے تھے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر جو احکام اور خبریں نازل فرمائی ہیں، اُسے وحی کہتے ہیں۔
اللہ نے تین طریقوں سے اپنے نبیوں پر وحی کا نزول فرمایا: ① کسی واسطہ کے بغیر بیداری یا نیند کی حالت میں اپنے نبی کے دل میں جو باتیں ڈالنا چاہا ڈال دیا۔ ② پردے کے پیچھے سے براہِ راست کلام فرمایا۔ ③ فرشتہ کے ذریعہ اس کی اپنی اصل شکل میں یا انسانی شکل میں وحی کا نزول فرمایا۔[1]

سوال نمبر ۴۶ : پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز کون سی جگہ تھی اور اُسے دعوت و تبلیغ کا مرکز کب اور کیوں بنایا گیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز "دارِ ارقم" یعنی ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، جو صفا پہاڑی پر واقع تھا۔ کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں جب کُفّارِ مکہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب آپ نے ۵ سنہ نبوت میں "دارِ ارقم" کو خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔

سوال نمبر ۴۷ : ہجرت کسے کہتے ہیں؟ مسلمانوں نے سب سے پہلے کب اور کس علاقے کی طرف ہجرت کی اور ان کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: دین و ایمان کی حفاظت اور اللہ کی رَضا کے لیے اپنا گھربار، زمین جائیداد اور وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے ماہِ رجب ۵ سنہ نبوت میں ملکِ حبشہ[2] کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد بارہ اور عورتوں کی

---

[1] اس کی تفصیل کے لیے سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر: ۵۱ اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہونے کے سات مراتب ذکر کیے ہیں: ① سچے خواب آنا۔ ② فرشتے کا نظر آئے بغیر ہی کوئی چیز دل میں ڈال دینا۔ ③ فرشتے کا انسانی شکل میں وحی لانا۔ ④ کبھی گھنٹی کی طرح آواز آنے کے ساتھ وحی لانا۔ ⑤ فرشتے کا اصلی شکل میں وحی لانا۔ ⑥ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا براہِ راست پس پردہ ہم کلام ہونا۔ ⑦ فرشتے کے واسطے کے بغیر براہِ راست اللہ تعالیٰ کا پس پردہ ہم کلام ہونا۔ [زاد المعاد: ۱/۷۷-۷۹]

[2] حبشہ: موجودہ برِّاعظم افریقہ کا ایک عیسائی ملک تھا، جس کا موجودہ نام ایتھوپیا ہے۔ وہاں کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا اور اُس وقت کے حاکم اَصحمہ تھے، جو نیک اور عادل ہونے کے ساتھ ساتھ تورات و انجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کے ماہر عالم تھے۔ اللہ نے انھیں اسلام کی دولت سے نوازا، ۹/ہجری میں ان کی وفات ہوئی، ان کی نمازِ جنازہ غائبانہ نبی ﷺ نے مدینہ میں ادا فرمائی تھی۔

تعداد چار تھی، جن میں پیارے نبی ﷺ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اور داماد عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سوال نمبر ۴۸: پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم کیوں دیا؟

جواب: جب کُفَّارِ مکہ حد سے زیادہ ستانے لگے تو پیارے نبی ﷺ نے دین و ایمان کی حفاظت اور ظلم سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی، کیوں کہ وہاں کا بادشاہ اصحمہ بن اَبجَر نَجاشی ایسا عادل بادشاہ تھا، جس کے سامنے کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

سوال نمبر ۴۹: دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب کتنے لوگوں نے ہجرت کی؟ ان کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب ۸۳/مرد اور ۱۸/عورتوں نے ہجرت کی۔ اُن کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے اپنے دو آدمیوں کو قیمتی تحائف دے کر اصحمہ نَجاشی کے پاس بھیجا تاکہ انھیں خوش کر کے مسلمانوں کو دوبارہ مکہ لے آئیں، مگر انصاف پسند بادشاہ اصحمہ نَجاشی نے ان کی ایک نہ سنی اور کفار مایوس ہو کر واپس مکہ چلے آئے۔

سوال نمبر ۵۰: حبشہ کی جانب دوسری مرتبہ ہجرت کرنے کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: حبشہ کی جانب ہجرت کیے ہوئے ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ حبشہ میں موجود مسلمانوں کے پاس یہ جھوٹی خبر پہنچ گئی کہ مکہ والے مسلمان ہو گئے ہیں، لہٰذا زیادہ تر لوگ مکہ واپس آ گئے۔ کفارِ مکہ نے پھر انھیں ستانا شروع کر دیا، اس لیے پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔

سوال نمبر ۵۱: نبوت کے چھٹے سال کون سے نامی لوگ مسلمان ہوئے اور اُن سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا؟

جواب: نبوت کے چھٹے سال پیارے نبی ﷺ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور ان کے تین روز بعد عمر بن خَطَّاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی، ابھی تک مسلمان چُھپ چُھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے، مگر اب کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے لگے۔

سوال نمبر ۵۲: پیارے نبی ﷺ کے خلاف کفارِ مکہ نے سن ۷/نبوی میں کیا معاہدہ کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے خلاف کفارِ مکہ نے محرم ۷ سنہ نبوت میں آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ: بنو ہاشم اور بنو مطّلِب [1] کے لوگ جب تک محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور انھیں ہمارے حوالے نہ کر دیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں سب سے بائیکاٹ کیا جائے، اُن سے ہر قسم کا لین دین، ملنا جلنا، رشتہ ناطہ بند کر دیا جائے، کوئی چیز نہ ان کے ہاتھ بیچی جائے اور نہ ان سے بات چیت کی جائے۔

سوال نمبر ۵۳: بائیکاٹ کا یہ معاہدہ کب لکھا گیا اور کب توڑا گیا؟ اس دوران آپ اور آپ کے خاندان والے کہاں ٹھہرے؟

جواب: بائیکاٹ کا یہ معاہدہ محرم ۷ سنہ نبوت میں لکھا گیا اور محرم ۱۰ سنہ نبوت میں توڑا گیا یعنی تین برس تک اس معاہدے پر عمل رہا اور اُس دوران آپ اور آپ کے خاندان والے شِعْبِ ابی طالب میں ٹھہرے۔

سوال نمبر ۵۴: معاہدہ لکھنے والے کا کیا نام تھا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: معاہدہ لکھنے والے کا نام بَغِیض بن عامر تھا، نبی ﷺ کی بد دعا سے اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا تھا۔

سوال نمبر ۵۵: جب مکہ والوں نے ابو طالب کو دھمکی دی تو انھوں نے پیارے نبی ﷺ سے کیا کہا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب: جب مکہ والوں نے ابو طالب کو دھمکی دی تو انھوں نے پیارے نبی ﷺ سے کہا: اے بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: اللہ کی قسم! یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں توحید کی دعوت سے باز نہیں آؤں گا، یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں خود اسی راہ میں فنا ہو جاؤں۔

سوال نمبر ۵۶: سیرت نگاروں نے کس سال کو "عام الحزن" قرار دیا ہے اور کیوں؟

---

[1] مطلب آپ ﷺ کے پر دادا ہاشم کے بھائی ہیں، ان کی اولاد بنو مطلب کہلاتی ہے۔ اور آپ کے دادا عبد المطلب، جن کا اصل نام شیبہ تھا، ہاشم کے بیٹے ہیں۔ ہاشم سے چلنے والی نسل بنو ہاشم کہلاتی ہے۔

جواب: سیرت نگاروں نے نبوت کے دسویں سال کو ''عام الحُزن''، یعنی غم کا سال قرار دیا ہے، اس لیے کہ اُسی سال آپ کے چچا ابو طالب کی وفات ہوئی اور اس کے دو ماہ یا صرف تین دن بعد ماہِ رمضان المبارک ۱۰ سنہ نبوت میں آپ کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھی وفات ہوگئی۔[1]

سوال نمبر ۵۷: ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفارِ مکہ کا رویہ کیسا تھا اور آپ نے دعوت و تبلیغ کے لیے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کفارِ مکہ نے کھل کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا شروع کر دیا تھا، لیکن پھر بھی آپ مایوس اور نا امید نہیں ہوئے، بلکہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ پوری دلجمعی کے ساتھ جاری رکھا اور مکہ سے باہر نکل کر دور دراز کے علاقوں میں بھی تبلیغ شروع کر دی۔

سوال نمبر ۵۸: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف کب اور کیوں تشریف لے گئے؟

جواب: ماہِ شوال ۱۰ سنہ نبوت میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے اور وہاں دس دنوں تک ٹھہرے۔[2]

سوال نمبر ۵۹: طائف والوں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: طائف والوں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا، جب بھی آپ وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارتے، جس سے آپ لہو لہان ہو جاتے اور خون بہہ بہہ کر جوتے میں جمع ہو جاتا یہاں تک کہ پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہو جاتا تھا۔

سوال نمبر ۶۰: طائف والوں کی بدسلوکی پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ردعمل کیا تھا؟

جواب: طائف والوں کی بدسلوکی پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اور انھیں بد دعا نہیں دی، بلکہ واپسی کے موقع پر جبریل علیہ السلام کے ساتھ جب پہاڑ کا فرشتہ حاضر ہوا اور طائف والوں کو دو پہاڑوں

---

[1] وفات کے وقت چچا ابوطالب کی عمر ۸۰/برس تھی اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً ۶۵/برس تھی اور اس وقت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۹/برس کی تھی۔

[2] طائف مکہ سے ۶۵/کلو میٹر دور جنوب مشرق میں واقع ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لمبی مسافت پیدل طے فرمائی تھی۔

کے بیچ پیس دینے کی اجازت مانگی تو آپ نے منع کر دیا اور کہا: مجھے امید ہے کہ ان کی آنے والی نسلیں ضرور مسلمان ہوں گی۔

سوال نمبر ٦١: طائف والے کب مسلمان ہوئے؟

جواب: طائف والے سفرِ طائف کی واپسی کے تقریباً بارہ سال بعد ۹ سنہ ھ میں مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ٦٢: جِنّوں کی جماعت نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: طائف سے واپس ہوتے وقت پیارے نبی ﷺ وادیِ نخلہ میں اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ وہاں سے گزرنے والے جنّوں کے سات افراد نے قرآن سنا اور اسلام قبول کر لیا۔

سوال نمبر ٦٣: طائف سے واپسی کے بعد پیارے نبی ﷺ کس کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے؟ اور امان لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جواب: طائف سے واپسی کے بعد پیارے نبی ﷺ مُطعِم بن عَدی اور ان کے قبیلے والوں کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے اور امان لینے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تاکہ چچا ابو طالب کی وفات کے بعد کفارِ مکہ کھلی مخالفت کی ہمت نہ کر سکیں۔

سوال نمبر ٦٤: شَقِّ قمر کا واقعہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: شَقِّ قمر کا واقعہ ہجرت سے پہلے پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ والوں نے نبی ﷺ سے نبوت کی نشانی کے طور پر چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا اور اللہ کے حکم سے آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑا ہوا، لیکن پھر بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ [صحیح بخاری: ٣٨٦٨]

سوال نمبر ٦٥: سب سے پہلے مدینہ کے کتنے لوگ، کب اور کیسے مسلمان ہوئے؟

جواب: سن ١١/نبوی کے موسمِ حج میں مدینہ کے چھ لوگ مکہ آئے ہوئے تھے، پیارے نبی ﷺ نے معمول کے مطابق انھیں اسلام کی دعوت دی، ان لوگوں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ اسلام کی دعوت دیں گے اور آیندہ سال موسمِ حج میں پھر ملاقات کریں گے۔

سوال نمبر ٦٦: بَیعتِ عَقَبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : بَیعتِ عَقَبہ سے مراد وہ بیعت ہے، جو سن ۱۲ اور ۱۳ نبوت کے موسمِ حج میں مدینہ کے مسلمانوں نے مِنیٰ کی گھاٹی میں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر کیا تھا۔

سوال نمبر ۶۷ : پہلی بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ کتنے لوگوں نے بیعت کی؟ اور کس بات پر بیعت کی؟

جواب : پہلی بیعتِ عقبہ ۱۲ سنہ نبوت کے موسمِ حج میں ہوئی اور کُل ۱۲/ لوگوں نے بیعت کی۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، چوری اور زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور ہر اچھی بات میں نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ [صحیح بخاری:۱۸]

سوال نمبر ۶۸ : پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں دعوت و تعلیم کے لیے کسے سفیر بنا کر بھیجا اور اُن کی تبلیغ سے کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب : پہلی بیعتِ عقبہ کے بعد پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں دعوت و تعلیم کے لیے مُصعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا اور ان کی تبلیغ سے ایک ہی سال کے اندر بنو نجّار اور بنو اَشْہَل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ۶۹ : دوسری بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ اس میں کتنے لوگ شریک تھے؟ اور انھوں نے پیارے نبی ﷺ سے کیا عہد و پیمان کیا؟

جواب : دوسری بیعتِ عقبہ ۱۳ سنہ نبوت کے موسمِ حج میں ہوئی اور اس وفد میں ۷۳/ مرد اور ۲/ عورتیں شریک تھیں۔ ان لوگوں نے پیارے نبی ﷺ سے مدینہ چلنے کے لیے کہا، جسے آپ نے منظور فرمایا اور اُنھوں نے چستی و سستی ہر حالت میں نبی ﷺ کی اطاعت کرنے، تنگی و خوش حالی ہر حال میں مال خرچ کرنے، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، حق کے بارے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرنے اور آپ کی مدد و حفاظت کرنے کا عہد و پیمان لیا۔ [مسند احمد:۱۴۴۵۶]

سوال نمبر ۷۰ : اِسراء و معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟ اور اللہ کی طرف سے کیا کیا چیزیں تحفے میں ملیں؟

جواب : اسراء و معراج کا واقعہ مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرتِ مدینہ سے پہلے پیش آیا اور اللہ کی

طرف سے پانچ فرض نمازیں،[1] سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور شرک سے پاک مسلمانوں کی مغفرت کا وعدہ تحفے میں ملیں۔[صحیح مسلم: ۱۷۳]

سوال نمبر ۷۱: "اِسراء" اور "معراج" کسے کہتے ہیں اور یہ واقعہ کس حالت میں پیش آیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پیارے نبی ﷺ کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے "سِدرۃ المنتہیٰ"[2] تک کی سیر کرائی تھی، اسی سفر کو "اسراء" اور "معراج" کہا جاتا ہے اور یہ واقعہ بیداری کی حالت میں جسم اور روح سمیت پیش آیا۔

سوال نمبر ۷۲: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" میں کچھ فرق ہے؟

جواب: جی ہاں! مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا نام "اِسراء" ہے، نیز مسجدِ اقصیٰ اور ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے "سدرۃ المنتہیٰ" تک کے سفر کا نام "معراج" ہے۔ ویسے عام طور پر اس پورے سفر کو "مِعراج" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۷۳: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی؟

جواب: جی ہاں! "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی یعنی جس رات نبی ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے جایا گیا اسی رات کو "معراج" بھی ہوئی۔

سوال نمبر ۷۴: ساتوں آسمانوں پر کن کن انبیائے کرام علیہم السلام سے پیارے نبی ﷺ کی ملاقات ہوئی؟

جواب: پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے، تیسرے آسمان پر

---

[1] پہلے پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں، مگر آپ کی سفارش سے تخفیف کر کے پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں، مگر ثواب پچاس وقت کا برقرار رکھا گیا۔ نیز معراج کب ہوئی اس بارے میں سیرت نگاروں کا شدید اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ معراج ۱۰ نبوت کے بعد ہی کسی سنہ میں واقع ہوئی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم ص: ۲۱۹، پیغمبر عالم ص: ۱۳۷)

[2] "سِدْرۃ" کے معنیٰ بیری کا درخت اور "المُنْتَهى" کے معنیٰ انتہا کی جگہ ہے۔ "سِدْرة المُنْتَهى" ساتویں آسمان پر بیری کا ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آگے جانے کی اجازت فرشتوں کو بھی نہیں ہے۔ پیارے نبی ﷺ کو اس مقام پر جانے کا شرف حاصل ہوا اور اسی مقام پر معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔

یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ [صحیح بخاری:۳۲۰۷]

سوال نمبر۷۵: کس سواری پر سوار ہو کر پیارے نبی ﷺ نے اسراء اور معراج کا سفر کیا اور اس سفر میں آپ نے کیا کیا دیکھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ بُراق پر سوار ہو کر اسراء اور معراج کا سفر کیا۔ بیت المقدس میں انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی، جن کو اللہ نے اپنی قدرت سے وہاں جمع کر دیا تھا۔ پھر مختلف آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی، نہرِ کوثر، بیتِ معمور [1] اور جنت و جہنم کے مناظر دیکھے، آسمانی عجائب اور سدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ کیا اور اپنے رب سے گفتگو کی۔

سوال نمبر۷۶: پیارے نبی ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی کل مدّت کتنی ہے؟ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں کتنے برس تک رہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی مکی زندگی کی کل مدّت ۵۳/سال اور مدنی زندگی کی کل مدّت ۱۰/سال ہے۔ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں تقریباً ۱۳/برس تک رہے۔ [صحیح بخاری:۳۸۵۱]

سوال نمبر۷۷: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ بہت ظالمانہ تھا۔ وہ آپ کو پاگل، جادوگر، کاہن اور شاعر کہتے تھے۔ سجدہ کی حالت میں آپ کے اوپر کبھی اوجھڑی ڈال دیتے، کبھی کپڑے سے لپیٹ کر گلا گھوٹنے کی کوشش کرتے اور کبھی راستے میں کوڑا کرکٹ ڈال دیتے اور جب کوئی نیا نیا مسلمان ہوتا تو اُسے بھی اسلام سے پھیرنے کی بڑی کوشش کرتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، کسی کو چِلچلاتی دھوپ میں ریت پر لٹا کر اوپر سے بھاری پتھر رکھ دیتے، کسی کو

[1] بیت معمور کا مطلب ہے آباد گھر اور اس سے مراد ساتویں آسمان پر موجود وہ عبادت خانہ ہے، جس میں عبادت کے لیے ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک دفعہ داخل ہو جاتا ہے اسے قیامت تک دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔ پیارے نبی ﷺ نے جب ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو وہ اپنی پیٹھ کی ٹیک اسی گھر کے ساتھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ [صحیح مسلم:۱۶۲]

چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتے، کسی کو دہکتے انگاروں پر لٹا دیتے اور کسی کو رسّی میں باندھ کر گھسیٹتے اور مارنے کے لیے اَوباشوں کے حوالے کر دیتے۔

سوال نمبر۷۸: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف کن لوگوں نے دی؟

جواب: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف ابو جہل، ابولہب اور ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل نے دی اور یہ تینوں بُری طرح سے ہَلاک بھی ہوئے۔

سوال نمبر۷۹: پیارے نبی ﷺ کو دعوتِ دین سے روکنے کے لیے کفارِ مکہ نے کیا کیا تدبیریں اختیار کیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو دعوتِ دین سے روکنے کے لیے کفارِ مکہ نے آپ کا مذاق اڑایا، مارنے کی دھمکیاں دیں، جسمانی تکلیفیں پہنچائیں، آپ کو اپنا سردار بنانے اور خوب صورت لڑکی سے شادی کرانے کی پیش کش کی، سماجی و معاشی بائیکاٹ کیا اور قتل کرنے کی کوششیں کیں۔

سوال نمبر۸۰: ہجرتِ مدینہ سے پہلے کفارِ مکہ نے پیارے نبی ﷺ کے خلاف کیا منصوبہ بنایا تھا؟

جواب: ہجرتِ مدینہ [1] سے پہلے کُفَّارِ مکہ نے ”دارُ النَّدوہ“ میں پیارے نبی ﷺ کے خلاف یہ منصوبہ بنایا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر نوجوان اکٹھا ہوں اور رات میں آپ کے گھر کا گھیراؤ کرلیں اور جیسے ہی آپ باہر نکلیں سب ایک ساتھ مل کر آپ کو قتل کر دیں، لیکن اللہ نے وحی کے ذریعہ آپ کو کفار کے اس پلان سے باخبر کر دیا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

سوال نمبر۸۱: گھر کا گھیراؤ ہونے کے باوجود پیارے نبی ﷺ کیسے نکلے اور اپنے بستر پر کسے لٹایا؟

جواب: کفار کے پلان سے باخبر ہونے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تیاری بنائی اور رات کو اپنے بستر پر علی رضی اللہ عنہ کو لٹا کر نہایت اطمینان کے ساتھ کفار کی طرف مٹی پھینکتے ہوئے اس طرح گھر سے نکلے کہ اللہ نے انھیں اندھا کر دیا اور وہ صبح تک آپ کے انتظار میں بیٹھے رہے۔

═══ ❀ ✿ ❀ ═══

[1] مدینہ کا پرانا نام یثرب تھا، آپ ﷺ کی آمد کے بعد اس کا نام مدینۃ النبی ﷺ پڑ گیا اور اختصار کے ساتھ مدینہ مشہور ہوا۔

ہجرت سے وفات تک کے حالات

سوال نمبر۸۲: پیارے نبی ﷺ سفرِ ہجرت کے لیے مکہ سے کب روانہ ہوئے اور مدینہ کب پہنچے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سفرِ ہجرت کے لیے ۲۷/صفر سنہ ۱۴ نبوت مطابق ۱۲/ستمبر سنہ ۶۲۲ء کو جمعہ کی رات میں مکہ روانہ ہوئے اور قباء میں چند دن ٹھہرنے کے بعد تقریبًا پندرہ دنوں کی مَسافت طے کرکے جمعہ کے دن ۱۲/ربیع الاوّل سنہ ۱ ہجری کو مدینہ پہنچے۔

سوال نمبر۸۳: غارِ ثور کہاں واقع ہے اور اس میں پیارے نبی ﷺ کتنے دنوں تک چھپے رہے؟

جواب: غارِ ثور یمن کی طرف مکہ سے جنوب میں چار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔[1] اس میں پیارے نبی ﷺ تین دنوں تک چھپے رہے۔

سوال نمبر۸۴: سفرِ ہجرت میں کتنی سواریاں تھیں اور کون کون لوگ ساتھ میں تھے؟

جواب: سفرِ ہجرت میں دو اونٹنیاں سواری کے لیے موجود تھیں، ایک پر پیارے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور دوسرے اونٹ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ اور ایک راستہ جاننے والا شخص عبداللہ بن اُریقِط لیثی سوار ہوا۔

سوال نمبر۸۵: پیارے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے والوں کے لیے کفارِ مکہ نے کیا انعام مقرر کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے والوں کے لیے کفارِ مکہ نے ہر ایک کے بدلے سو، سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔

سوال نمبر۸۶: انعام کے لالچ میں کون کون لوگ پیارے نبی ﷺ تک پہنچے اور ان کا انجام کیا ہوا؟

جواب: انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ پیچھے لگے، مگر صرف دو لوگ پیارے نبی ﷺ تک پہنچ سکے،

---

[1] جب کہ اس کے بالکل برعکس مدینہ، مکہ کے شمال مشرق میں تقریبًا چار سو پچاس کلو میٹر (۴۵۰) کی دوری پر واقع ہے۔

ایک سُراقَہ بن مالک تھے، جو اپنے قُصور کی معافی لے کر واپس ہو گئے اور دوسرے بُرَیدہ اسلمی اپنے ستر سواروں کے ساتھ تھے، جو چہرۂ نبوی کو دیکھ کر اور کلامِ الٰہی سنتے ہی اسلام قبول کر لیے۔

سوال نمبر ۸۷: سفرِ ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر کس خیمے سے ہوا اور وہاں کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: سفرِ ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر اُمّ مَعبد عاتکہ بنت خالد خُزاعیہ کے خیمے [1] سے ہوا اور وہاں یہ واقعہ اور معجزہ پیش آیا کہ آپ نے ایک کمزور بکری سے بڑے برتن میں دودھ دوہا، جس سے اُمّ مَعبد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا اور آخر میں خود پیا، اس کے بعد دوبارہ برتن بھر کر دودھ دوہا، جسے ان کے گھر والوں کے لیے چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ [2]

سوال نمبر ۸۸: پیارے نبی ﷺ قباء کب پہنچے اور کس کے یہاں ٹھہرے؟ نیز یہ بتائیں کہ قُباء مدینہ سے کتنی دوری پر واقع ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ۸/ربیع الاوّل سوموار کو قباء پہنچے اور کُلثُوم بن ہِدم رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرے۔ قباء مدینہ ہی کے آس پاس کا علاقہ تھا، جو اَب مدینہ میں مل چکا ہے اور اِس وقت مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی کے درمیان کی دوری تقریبًا ساڑھے چار کلو میٹر ہے۔

---

[1] یہ خیمہ مکہ مکرمہ سے ایک سو تیس (۱۳۰) کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔

[2] اسی موقع پر اُمّ مَعبد خُزاعیہ نے اپنے شوہر ابو معبد تمیم بن عبد العزی خُزاعی سے پیارے نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا انتہائی فصیح و بلیغ انداز میں نقشہ کھینچا، جو کچھ اس طرح تھا: ”چمکتا رنگ، دمکتا چہرہ، خوب صورت بناوٹ، ایسے حسین پیکر کہ نہ توند بڑے اور نہ گنجے پن کی خامی، خوب صورت بڑی آنکھیں کہ جس کی سفیدی انتہائی سفید اور سیاہی انتہائی سیاہ، دراز پلکیں، پُر وقار آواز، لمبی گردن، گھنی داڑھی، سنجیدہ و پُر وقار چال، خاموش رہیں تو باوقار اور گفتگو کریں تو پُر کشش و پُر شکوہ، دور سے انتہائی تابناک و پُر جمال اور قریب سے انتہائی معزز و خوب صورت، گفتگو میٹھی، بات واضح اور دو ٹوک، نہ مختصر نہ فضول، گفتگو کا انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد، نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے اور نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں، جو سب سے زیادہ تازہ اور خوش منظر ہے۔ رفقاء آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ایسے کہ لب کو جنبش دیں تو ہمہ تن گوش اور حکم دیں تو لپک کر بجا لائیں۔ قابلِ احترام و اطاعت، نہ تو ترش رو، نہ لغو گو اور نہ کمزور رائے والے۔“ [شرح السنۃ مع التخریج: ۳۷۰۴، شیخ شعیب الأرناؤوط نے اس کی سند کو حسن قوی قرار دیا ہے۔]

سوال نمبر۸۹: پیارے نبی ﷺ نے قباء میں کتنے دنوں تک قیام فرمایا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے قباء میں آنے اور جانے کے دنوں کو چھوڑ کر تین یا دس دنوں تک قیام فرمایا، جب کہ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے وہاں چودہ دنوں تک قیام فرمایا۔[1]

سوال نمبر۹۰: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد کہاں رکھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد قُباء میں رکھی۔

سوال نمبر۹۱: ہجری سنہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اور اُسے کس نے جاری فرمایا؟

جواب: اسلامی کیلنڈر میں استعمال ہونے والے سنہ کو ہجری سنہ کہتے ہیں، جس کا شمار نبی ﷺ کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کے سال سے ہوتا ہے اور اُسے دوسرے خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام کے مشورہ سے اپنے دورِ خلافت میں جاری فرمایا۔

سوال نمبر۹۲: پیارے نبی ﷺ نے سفرِ ہجرت میں جمعہ کی نماز کہاں ادا فرمائی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ کے اندر قبیلہ بنی سالم کے محلہ میں پہنچے ہی تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا، اس لیے وہیں خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا اور اس میں تقریباً سو آدمی تھے۔

سوال نمبر۹۳: مدینہ میں کتنے طرح کے لوگ آباد تھے؟

جواب: مدینہ میں تین طرح کے لوگ آباد تھے: ① اَوس و خزرج کے قبیلے جن میں زیادہ تر لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ ② یہود کے تین قبیلے: بنو قَینقاع، بنو نَضیر، بنو قُریظہ۔ ③ منافقین جنھوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا، مگر دل میں کفر چھپائے رکھا اور مسلمانوں کو ہمیشہ نقصان پہنچاتے رہے۔

سوال نمبر۹۴: مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے کون کون سے اہم فیصلے لیے؟

جواب: مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی جسے "مسجدِ نبوی" کہا جاتا ہے۔ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا، جسے "مُواخاتِ مدینہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے باہمی امن

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: پیغمبر عالم ص: ۱۶۳، الرحیق المختوم ص: ۲۷۰

وامان کا معاہدہ کیا، جسے ”میثاقِ مدینہ“[1] کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سوال نمبر۹۵: میثاقِ مدینہ کے بعد یہود کے تینوں قبیلوں کا کیا انجام ہوا اور کیوں؟

جواب: میثاقِ مدینہ کے بعد بنو قینقاع کو ۲ سنہ ہجری میں اور بنو نضیر کو ۴ سنہ ہجری میں مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا نیز غزوۂ خندق کے بعد ۵ سنہ ہجری میں بنو قریظہ کے مردوں کو قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا، کیوں کہ یہ اپنی عہد شکنی، غداری اور ظلم و زیادتی سے باز نہیں آرہے تھے۔

سوال نمبر۹۶: مسجدِ نبوی کی تعمیر کس جگہ اور کیسے ہوئی؟

جواب: مدینہ پہنچنے کے بعد جس جگہ پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہیں مسجدِ نبوی کی تعمیر ہوئی۔ یہ جگہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی تھی، جسے آپ نے ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی مدد سے دس دینار میں خرید لیا تھا۔ اس کی تعمیر پتھروں، کچی اینٹوں، کھجور کے تنوں اور اس کی شاخوں سے کی گئی، صحابۂ کرام کے ساتھ پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

سوال نمبر۹۷: مہاجرین اور انصار کن کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مکہ اور آس پاس کے جو مسلمان دین کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اُن کو مہاجرین کہتے ہیں اور مدینہ کے اُن مسلمانوں کو انصار کہتے ہیں، جنھوں نے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور تمام مہاجرین کی مدد کی تھی۔

---

[1] میثاقِ مدینہ کی دفعات کچھ اس طرح تھیں: ① یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے۔ یہود اپنے دین پر عمل پیرا ہوں گے اور مسلمان اپنے دین پر، کوئی ایک دوسرے سے مزاحم نہ ہوگا۔ ② اس معاہدہ کے شرکاء کے باہمی تعلقات خیر خواہی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے نہ کہ گناہ پر۔ ③ اگر کوئی بیرونی طاقت مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ ④ جب تک جنگ برپا رہے گی یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ خرچ برداشت کریں گے اور ہر فریق اپنے اپنے اطراف کا دفاع کرے گا۔ ⑤ قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ ⑥ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہیں بنے گا۔ ⑦ کوئی آدمی اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔ ⑧ اس معاہدے کے سارے شرکاء پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت و خون حرام ہوگا۔ ⑨ اس معاہدہ کے فریقوں میں اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کریں گے۔ [دیکھیں: تیسیر القرآن الکریم: ۴۰۳/۴]

سوال نمبر ۹۸: پیارے نبی ﷺ مدینہ میں کس کے یہاں اور کتنے دنوں تک ٹھہرے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تقریباً چھ یا سات ماہ تک ٹھہرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً گیارہ ماہ کچھ دن اُن کے یہاں ٹھہرے۔

سوال نمبر ۹۹: ابتداء میں مسلمان کس جانب منہ کرکے نماز پڑھتے تھے؟

جواب: ابتداء میں ہجرتِ مدینہ کے بعد ابتدائی سولہ یا سترہ مہینے تک مسلمان بیتُ المَقدِس یعنی مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔

سوال نمبر ۱۰۰: کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم کب ملا؟

جواب: ہجرت کے دوسرے سال رجب یا شعبان کے مہینے میں کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ سیرت نگار اس واقعے کو "تحویلِ قبلہ" کا نام دیتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۱: اصحابِ صفہ کون لوگ ہیں؟

جواب: مسجدِ نبوی سے متّصل پورب کی جانب شمالی حصے میں ایک چبوترہ تھا، جس پر نبی ﷺ نے کھجور کی پتیوں سے چھت بنوادیا تھا، جہاں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے غریب مہاجر صحابۂ کرام رہتے تھے اور نبی ﷺ ان کی تربیت و کفالت فرماتے تھے۔ یہی لوگ اصحابِ صفہ یعنی سائبان والے کہلاتے ہیں، جن کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔

سوال نمبر ۱۰۲: اصحابِ صفہ کی مصروفیات کیا تھیں؟

جواب: اصحابِ صفہ لکھنا پڑھنا اور دین کی باتیں سیکھتے تھے، جنگوں میں حصہ لیتے تھے، مختلف قبائل تک اسلام کی دعوت پہنچاتے اور نئے نئے مسلمانوں کو دینی تعلیم دیتے تھے۔

سوال نمبر ۱۰۳: غزوہ اور سَریّہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود تشریف لے گئے ہوں، خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور سریہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔

سوال نمبر ۱۰۴: غزوات اور سرایا کی تعداد کتنی ہے؟ کتنی جنگوں میں پیارے نبی ﷺ نے دشمنوں سے لڑائی لڑی؟

جواب: غزوات کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے اور سرایا کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے نوغزوات میں صحابۂ کرام کے ساتھ خود بھی دشمنوں سے لڑائی لڑی: غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ بنی المُصْطَلِق، غزوۂ خندق، غزوۂ بنی قُریظہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حُنَین، غزوۂ طائف۔

سوال نمبر ۱۰۵: بعض مشہور غزوات کب پیش آئے؟ فریقین کی تعداد کتنی تھی اور ان کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب:

غزوات	تاریخِ وقوع	فریقین کی تعداد	نتیجہ
غزوۂ بدر	۱۷/رمضان ۲/ہجری	مسلمان: ۳۱۳، کفار: ۱۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی
غزوۂ اُحد	۶/شوال ۳/ہجری	مسلمان: ۷۰۰ کفار: ۳۰۰۰	پہلے مسلمان غالب رہے، مگر بعد میں انھیں نقصان اٹھانا پڑا۔
غزوۂ بنی المصطلق	۲/شعبان ۵/ہجری	مسلمان: ۷۰۰، کفار کی تعداد نامعلوم	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ خندق	شوال ۵/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰، کفار: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ بنی قریظہ	ذی قعدہ ۵/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰ یہود: ۷۰۰	دشمن کے مردوں کو قتل کیا گیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا گیا۔
غزوۂ خیبر	محرم ۷/ہجری	مسلمان: ۱۴۰۰، یہود: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ فتحِ مکہ	۱۹/رمضان ۸/ہجری	مسلمان: ۱۰۰۰۰، قریشِ مکہ	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ حنین	شوال ۸/ہجری	مسلمان: ۱۲۰۰۰، کفار: ۳۰۰۰۰	مسلمانوں کی جیت ہوئی۔
غزوۂ طائف	شوال ۸/ہجری	مسلمان: ۱۲۰۰۰ کفار: ۱۰۰۰۰	مسلمانوں نے کئی دنوں تک گھیراؤ کیا اور پھر لڑے بغیر واپس ہو گئے۔
غزوۂ تبوک	رجب ۹/ہجری	مسلمان: ۳۰۰۰۰، کفار: ۱۰۰۰۰۰	کفار جنگ کیے بغیر ڈر کر بھاگ گئے۔

سوال نمبر۱۰۶: مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کب ملی اور اسلام کی پہلی جنگ کب لڑی گئی ؟

جواب: مسلمانوں کو جہاد کی اجازت شعبان سن ۲/ہجری میں ملی اور اسی سال ۱۷/رمضان المبارک کو پہلی جنگ لڑی گئی، جسے غزوۂ بدر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں سترہ مسلمان شہید ہوئے، ستر کافر مارے گئے اور ستر کافروں کو قیدی بنایا گیا۔

سوال نمبر۱۰۷: غزوۂ بدر کیوں پیش آیا؟ اس کا پس منظر بیان کرو؟

جواب: رمضان سن ۲/ہجری میں جب قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی نگرانی میں بہت سارے مال وزر کے ساتھ شام سے واپس ہو رہا تھا تو کسی بڑی تیاری کے بغیر آپ ﷺ صحابۂ کرام کے ساتھ نکلے تاکہ ان کے کچھ مالوں پر قبضہ کر کے انھیں صلح کرنے پر مجبور کر دیں اور وہ لوگ آیندہ مسلمانوں کو پریشان نہ کر سکیں، مگر ابوسفیان کو یہ بات معلوم ہو گئی اور انھوں نے یہ اطلاع مکہ پہنچا دی۔ ابوسفیان تو قافلے کو دوسرے راستے سے بچا کر مکہ پہنچ گئے، مگر ان کے بچاؤ کے لیے آیا ہوا قافلہ جنگ کے لیے آمادہ ہو گیا، جس کی وجہ سے بدر کے مقام پر یہ غزوہ پیش آیا۔

سوال نمبر۱۰۸: غزوۂ احد کیوں پیش آیا؟ اور اس غزوہ میں فریقین کا کس قدر جانی نقصان ہوا؟

جواب: مشرکینِ مکہ نے غزوۂ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، اس لیے یہ غزوہ پیش آیا۔ اس غزوہ میں میں ۷۰/مسلمان شہید ہوئے اور ۲۳/کافر مارے گئے۔

سوال نمبر۱۰۹: غزوۂ احد میں مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان کیوں اٹھانا پڑا؟

جواب: غزوۂ احد میں غیر شعوری طور پر حکمِ رسول کی نافرمانی کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔[1]

---

[1] لڑائی شروع ہونے سے پہلے نبی ﷺ نے جبلِ رُماۃ پر ۵۰/تیر اندازوں کو یہ کہہ کر مقرر فرما دیا تھا کہ تم پیچھے سے ہماری حفاظت کرنا، اگر ہم مارے جائیں تب بھی ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر ہمیں مالِ غنیمت اکٹھا کرتے ہوئے دیکھنا تب بھی ہمارے ساتھ شامل نہ ہونا، مگر جب مجاہدین دشمن پر غالب آ گئے تو تیر اندازوں نے سمجھا کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں اور ان میں سے بیش تر لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر عام مجاہدین کے پاس چلے آئے، جس سے دشمن کو موقع مل گیا اور پیچھے سے حملہ کر کے جنگ کا پانسہ ہی بدل دیا۔

سوال نمبر۱۱۰: کیا کسی غزوہ میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے؟

جواب: جی ہاں! غزوۂ اُحد میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے، آپ کے سامنے سے دائیں طرف کا ایک نچلا دانت ٹوٹ گیا تھا اور لوہے کی ٹوپی کی کڑیاں سر میں دھنس گئی تھیں۔

سوال نمبر۱۱۱: پیارے نبی ﷺ کے جنگ کا طریقۂ کار کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے جنگ کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ فریقِ مخالف کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ لاعلمی اور دھوکے میں رکھ کر کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ بچوں، بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کو بھی مارنے سے روکتے تھے۔

سوال نمبر۱۱۲: انتہائی رحم دل ہونے کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے جنگیں کیوں لڑیں؟

جواب: انتہائی رحم دل ہونے کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے اعلائے کلمۃ اللہ، امن کے قیام، انسانی جانوں کی حفاظت اور ظالموں کو نیست و نابود کرنے نیز شرک و کفر کا خاتمہ کرنے کے لیے جنگیں لڑیں اور جہاں ظالموں کا قتل کرنا ضروری تھا وہاں انھیں قتل بھی کیا تاکہ عام لوگ ان کے ظلم و ستم سے محفوظ ہو جائیں۔

سوال نمبر۱۱۳: صلح حدیبیہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: صلح حدیبیہ ذی قعدہ ۶ سنہ ھ میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ روانہ ہوئے، مگر راستے ہی میں مکہ سے ۱۶/کلو میٹر پہلے حدیبیہ کے مقام پر ہی کفارِ مکہ نے روک دیا اور پھر کئی دنوں تک فریقین کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور آخر میں چند شرائط پر صلح ہوئی، اُسی کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۱۴: صلح حدیبیہ کے موقع پر پیارے نبی ﷺ نے قریش کے پاس کسے اپنا سفیر بنا کر بھیجا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر پیارے نبی ﷺ نے قریش کے پاس عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا تاکہ انھیں یہ پیغام دیا جائے کہ مسلمان لڑنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔

سوال نمبر۱۱۵: بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں اور اِس بیعت میں کتنے لوگ شامل تھے؟

جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفارِ مکہ نے انھیں قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم عثمان کا بدلہ لیے بغیر مدینہ نہیں لوٹیں گے، چاہے جان ہی چلی جائے اور اسی بات پر صحابۂ کرام کو بیعت کی دعوت دی، انھوں نے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیا، جسے "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں اور اس بیعت میں چودہ سو(۱۴۰۰) سے زائد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

سوال نمبر۱۱۶: صلح حدیبیہ کے دفعات کب طے ہوئے اور وہ دفعات کیا تھے؟

جواب: صلح حدیبیہ کے شرائط و دفعات بیعتِ رضوان کے بعد طے ہوئے اور وہ درج ذیل ہیں:

① مسلمان آیندہ سال آکر عمرہ کریں اور صرف تین دن تک یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔

② دس سال تک جنگ بندی رہے گی، آپس میں آنا جانا اور لین دین جاری رہے گا، جو قبیلے اس صلح میں شامل ہونا چاہیں اور جس کے ساتھ شامل ہونا چاہیں شامل ہو سکتے ہیں۔

③ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص قریش کے ساتھ جا ملے تو مکہ والے اُسے واپس نہیں کریں گے اور اگر مکّے کا کوئی شخص ان کی رَضامندی کے بغیر مسلمانوں سے جا ملے تو مسلمان اُسے مکہ والوں کے پاس واپس بھیج دیں گے۔

سوال نمبر۱۱۷: صلح کے شرائط لکھے جانے کے وقت کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: صلح کے شرائط لکھے جانے کے وقت قریش کی طرف سے صلح کرنے والے سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جَندل بھاگ کر وہاں پہنچ گئے، وہ مسلمان ہو گئے تھے اور لوہے کی زنجیر اُن کے پاؤں میں تھی۔ سہیل نے کہا کہ یہ قریشِ مکہ سے ہیں، لہٰذا صلح کے شرائط کے مطابق ان کو میرے حوالے کر دو۔ مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے ہیں، اس لیے اُس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔ سہیل نے کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کریں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو ان کے حوالے کر دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر مکہ کے تین سو آدمی ان کی کوشش سے مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ۱۱۸: کفارِ مکہ صلح حدیبیہ کے لیے کیوں تیار ہوئے؟

جواب: کفارِ مکہ صلح حدیبیہ کے لیے اس لیے تیار ہوئے، کیوں کہ بیعتِ رضوان کی وجہ سے وہ لوگ ڈر گئے تھے کہ کہیں جنگ کی نوبت نہ آجائے اور ہم مارے جائیں۔

سوال نمبر ۱۱۹: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو "فتح مبین" (کھلی جیت) کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو فتحِ مبین[1] اس لیے کہا گیا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے وجود اور حیثیت کو تسلیم کیا گیا نیز جنگ بندی اور امن قائم ہونے کی وجہ سے اسلام کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔

سوال نمبر ۱۲۰: پیارے نبی ﷺ نے اسلام لانے کے لیے کب اور کن مشہور بادشاہوں اور اُمراء کے نام خطوط لکھے اور انھوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے بعد ۷ سنہ ھ میں پیارے نبی ﷺ نے جن مشہور بادشاہوں اور امراء کے نام خطوط لکھ کر اپنے سفیر بھیجے اور انھیں اسلام لانے کی دعوت دی، اُن کے نام یہ ہیں:

① **شاہِ حَبَش اَصْحَمہ نَجاشی**، یہ مسلمان ہو گئے۔ ② **شاہِ بحرین مُنذِر بن ساوی**، یہ اور ان کی بہت سی رعایا مسلمان ہو گئی۔ ③ **شاہِ عمّان جَیفر** اور ان کے بھائی **عبد**، دونوں مسلمان ہو گئے۔ ④ **شاہِ ایران خسرو پرویز**، اس نے رسول اللہ ﷺ کے مراسلہ کو چاک کر دیا۔ ⑤ **شاہِ مصر مقَوقس**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوئے، مگر آپ کے لیے قیمتی تحفے بھیجے۔ ⑥ **ملکِ شام کا گورنر اور دمشق کا حاکم مُنذِر بن حارث غسّانی**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑦ **حاکمِ یمامہ ہَوذہ**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑧ **شاہِ روم قیصرِ ہرقل**، حکومت جانے کے ڈر سے یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ [رحمۃ للعالمین: ۱۵۱-۱۵۹]

سوال نمبر ۱۲۱: مکہ کب فتح ہوا؟ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ کو مکہ پر کیوں چڑھائی کرنی پڑی؟

جواب: مکہ رمضان المبارک ۸ سنہ ھ میں فتح ہوا۔ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ کو مکہ پر اس لیے چڑھائی کرنی پڑی، کیوں کہ مکہ والوں نے جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے صلحِ حدیبیہ

[1] ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (الفتح: ۱)

کے معاہدے کو توڑ ڈالا تھا۔[1]

سوال نمبر ۱۲۲: پیارے نبی ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر مکہ والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جواب: فتحِ مکہ کے موقع پر کفارِ مکہ سے بدلہ لینے کا اچھا موقع تھا، مگر پیارے نبی ﷺ نے سوائے چند لوگوں کے سب کو معاف کر دیا۔ صرف ۹/افراد ایسے تھے، جنھوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں، اس لیے آپ نے ان کا خون رائیگاں قرار دیا، لیکن اُن میں سے بھی صرف چار قتل کیے گئے، بقیہ پانچ لوگوں کی جاں بخشی ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال نمبر ۱۲۳: فتحِ مکہ کے وقت پیارے نبی ﷺ مکہ میں کس طرح داخل ہوئے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مکہ میں ایک امن پسند عادل فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور اُنھی لوگوں سے قتال کیا جن کی طرف سے لڑائی کی پہل ہوئی۔ پھر حرم میں داخل ہوئے اور بغیر احرام کے ہی بیت اللہ کا طواف کیا، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کعبہ کی چابی لے کر اس کے اندر اور باہر کے سبھی بتوں کو توڑ ڈالا، پھر چابی واپس اُنھیں کے حوالے کر دی۔

---

[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے تقریباً دو سال بعد سن ۸/ہجری میں مکہ کے اندر پیارے نبی ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر قریشِ مکہ کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے حملہ کر کے چند لوگوں کو قتل کر دیا اور قریشِ مکہ نے بھی خفیہ طور پر ان کی مدد کی۔ جب آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے قریش کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اپنی تین شرطیں رکھیں کہ یا تو مقتولین کی دیت دو یا بنو بکر سے الگ ہو جاؤ یا پھر حدیبیہ میں ہونے والے معاہدے کو ختم کرو۔ قریش نے جواب دیا کہ ہم حدیبیہ کا معاہدہ توڑ رہے ہیں۔ چناں چہ معاہدہ ختم ہونے سے گویا جنگ بندی بھی ختم ہو گئی، اس لیے آپ نے بنو بکر سے بدلہ لینے کے لیے مکہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اُدھر مکہ والوں کو جب حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تو انھوں نے ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ بھیجا کہ وہ آپ سے صلح کی مدت کو بڑھانے کے لیے گفتگو کریں، مگر آپ نے ان کی ایک نہ سنی پھر وہ ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے پاس باری باری گئے اور ان سے سفارش کرانی چاہی، مگر سبھوں نے سفارش کرنے سے انکار کر دیا، بالآخر وہ مایوس ہو کر مکہ لوٹ گئے۔ پیارے نبی ﷺ نے نہایت رازداری کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اللہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! قریش تک یہ خبر پہنچنے سے روک لے۔ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور تھوڑے ہی دنوں بعد آپ ﷺ دس ہزار کی فوج لے کر مکہ میں داخل ہو گئے اور کسی بڑی مزاحمت کے بغیر مکہ فتح ہو گیا۔

سوال نمبر ۱۲۴: وفود کا سال کسے کہتے ہیں اور کیوں؟

جواب: ۹ سنہ ھ کو "عام الوفود" یعنی وفود کا سال کہتے ہیں۔ فتحِ مکہ کے بعد سن ۹/ہجری میں ملکِ عرب کے زیادہ تر قبائل کے لوگ وفد کی شکل میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، اس لیے اس سال کو وفود کی آمد کا سال کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۲۵: پیارے نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنے حج اور کتنے عمرہ کیے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ۱۰ سنہ ھ میں حج کیا، جسے حجۃ الوداع (آخری حج) کہا جاتا ہے اور چار عمرہ کیے: ① ۶ سنہ ھ میں صلح حدیبیہ والا عمرہ ② صلح حدیبیہ کے بعد ۷ سنہ ھ میں ادا کیا جانے والا عمرۂ قضاء ③ غزوۂ حنین کی واپسی پر مقامِ جِعرّانہ سے احرام باندھ کر ۸ سنہ ھ میں ادا کیا جانے والا عمرہ ④ حجۃ الوداع کے ساتھ کیا جانے والا آخری عمرہ۔[1]

سوال نمبر ۱۲۶: پیارے نبی ﷺ کی آخری بیماری کب شروع ہوئی؟ اور یہ بیماری کتنے دنوں تک رہی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ماہِ صفر کی آخری تاریخ یا ماہِ ربیع الاوّل کی ابتداء میں ۱۱ سنہ ھ کو ایک جنازے میں شرکت کے لیے بقیع غرقد تشریف لے گئے اور واپس ہوئے تو اپنے سر میں شدید درد محسوس کرنے لگے۔ یہ آپ کی آخری بیماری کی ابتدا تھی اور یہ بیماری تقریبًا تیرہ دنوں تک رہی۔

سوال نمبر ۱۲۷: بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے کسے منتخب فرمایا اور انھوں نے کتنے وقت کی نمازیں پڑھائیں؟

جواب: بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب

---

[1] انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پیارے نبی ﷺ نے مذکورہ چار عمرے اور ایک حج ادا فرمایا نیز حج کے ساتھ کیے جانے والے عمرہ کو چھوڑ کر باقی سارے عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں ادا فرمایا۔ [صحیح بخاری: ۴۱۴۸] واضح رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیارے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تو آپ نے وہیں جانور قربان کیا اور سر کے بال منڈائے اور تمام صحابہ نے بھی اس عمل میں آپ کی پیروی کی، اسی لیے اسے پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کی جانب سے ادا کیا جانے والا مستقل عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔

فرمایا اور اُنھوں نے وفات سے پہلے والے جمعرات کے دن سے عشاء کی نماز پڑھانی شروع کی، درمیان میں ایک دن نمازِ ظہر میں آپ ﷺ تشریف لائے اور امامت فرمائی، اس طرح انھوں نے سولہ یا سترہ وقت کی نمازیں پڑھائیں۔

سوال نمبر ۱۲۸: پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام کس بیوی کے کمرے میں گزارے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں گزارے۔

سوال نمبر ۱۲۹: پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت کیا تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت نماز قائم کرنے اور لونڈی و خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے متعلق تھی۔

سوال نمبر ۱۳۰: پیارے نبی ﷺ کی وفات کب اور کہاں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات سوم کے دن ۱۲/ربیع الاول ۱۱ سنہ ھ مطابق ۶/جون ۶۳۲ سنہ ء کو چاشت کے وقت مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس چار دن کی تھی۔[1]

سوال نمبر ۱۳۱: وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ کیا تھے؟

جواب: وفات کے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے: ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) "اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے "رفیقِ اعلیٰ" سے ملا

---

[1] دیکھیے: السيرة النبوية لابن كثير: ۵۰۹/۴، وفاتِ نبوی کے بارے میں ۱۲/ربیع الاول کی تاریخ بہت مشہور ہے اور یہی جمہور اہلِ علم کا موقف ہے، لیکن بعض محققین کی دقیق علمی تحقیق سے یہ تاریخ محلِ نظر معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ سوم ہی کے دن پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور یہ بھی ثابت ہے کہ ۱۰ سنہ ھ میں ۹/ذی الحجہ (یوم عرفہ) جمعہ کے دن پڑا تھا، اس اعتبار سے باقی مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کریں تو ۱۱ سنہ ھ میں ۱۲/ربیع الاول کو سوم کا دن نہیں پڑتا ہے، البتہ ۱۲/ربیع الاول سوم کا دن اسی وقت ہوگا جب اہلِ مدینہ اور اہلِ مکہ کی قمری تاریخوں میں اختلافِ مطلع کی صورت تسلیم کی جائے اور اس بات کی توثیق بعض دیگر مضبوط قرائن و شواہد سے ہوتی ہے، جسے علمائے متقدمین نے پیش کیا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں تاریخِ وفات ۱۲/ربیع الاول ہی راجح ہوگی۔ جب کہ خوارزمی وغیرہ یکم ربیع الاول اور ابن کلبی و سہیلی وغیرہ ۲/ربیع الاوّل کے قائل ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے ۲/ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے۔ [فتح الباری: ۱۳۰/۸] اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۱۳/ربیع الاول کے قائل ہیں۔ [رحمۃ للعالمین: ۳۶۸/۲]

دے۔" اور آپ نے ((اَللّٰھُمَّ ! بِالرَّفِیقِ الْأَعْلَی)) تین مرتبہ دہرایا۔

سوال نمبر ۱۳۲: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کمرے میں داخل ہوئے، آپ کا چہرہ کھول کر بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں کبھی نہیں جمع فرمائے گا، آپ کے مقدّر میں جو موت لکھی تھی وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے اور آپ وفات پا چکے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳۳: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے، باقی سب کو موت کا جام پینا ہے۔

سوال نمبر ۱۳۴: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں کہاں سے حاصل ہوں گی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں قرآن کریم اور نبی ﷺ کی صحیح احادیث سے حاصل ہوں گی۔

سوال نمبر ۱۳۵: کیا پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا، جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۹/ذی الحجہ کو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ: ﴿...اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا...﴾[1] نازل فرما کر نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دین کو مکمل کر دیا تھا۔

سوال نمبر ۱۳۶: پیارے نبی ﷺ کو کب اور کن لوگوں نے غسل دیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو منگل کے دن عباس، علی، فضل، قُثَم، شُقران، اسامہ بن زید اور اَوس بن

---

[1] آیتِ کریمہ کا ترجمہ: "آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔" [المائدۃ:۳]

خَوِلی رضی اللہ عنہم نے کپڑے اتارے بغیر کپڑے کے ساتھ غسل دیا۔ عباس اور اُن کے دو بیٹے فضل و قثم رضی اللہ عنہم آپ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہارہے تھے، علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ [الرحیق المختوم ص:۷۴۳]

سوال نمبر ۱۳۷: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں، کس نے اور کیسی کھودی؟

جواب: مدینہ کے اندر عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں، جس جگہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی، وہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بغلی قبر کھودی۔

سوال نمبر ۱۳۸: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کی گئی؟

جواب: جس کمرے میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی گئی، اسی میں نمازِ جنازہ اس طرح پڑھی گئی کہ تقریباً دس دس لوگ کمرے کے اندر داخل ہوتے اور فرداً فرداً نمازِ جنازہ پڑھ کر نکل جاتے۔

سوال نمبر ۱۳۹: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کب دفن کیا گیا؟ جسمِ اَطہر کو کن لوگوں نے قبر میں اُتارا؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدھ کی رات میں دفن کیا گیا۔ علی بن ابی طالب، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم نے جسم اطہر کو قبر کے اندر اُتارا۔

سوال نمبر ۱۴۰: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے "اسوۂ حسنہ" یعنی بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

سوال نمبر ۱۴۱: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کے نام یہ ہیں: (1) خدیجہ بنت خُوَیلِد، (2) سودہ بنت زَمعہ، (3) عائشہ بنت ابوبکر صدیق، (4) حفصہ بنت عمر، (5) زینب بنت خُزیمہ، (6) ام سلمہ بنت ابو اُمیہ، (7) زینب بنت جحش، (8) جویریہ بنت حارث، (9) اُم حبیبہ رَملہ بنت ابوسفیان، (10) صفیہ بنت حُی بن اَخطب، (11) میمونہ بنت حارث

سوال نمبر ۱۴۲: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پانے والی بیویوں کے نام یہ ہیں: خدیجہ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا

اور زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ عنہا۔

سوال نمبر ۱۴۳: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے وقت کتنی ازواجِ مطہرات باحیات تھیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے وقت نو(۹) ازواجِ مطہرات باحیات تھیں۔

سوال نمبر ۱۴۴: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اور سب سے آخر میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ۲۰ سنہ ہجری میں ہوئی اور سب سے آخر میں ام سلمہ بنت ابواُمیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۲ سنہ ہجری میں ہوئی۔

سوال نمبر ۱۴۵: پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو کیا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کیا رشتہ ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو "اُمَّہات المؤمنین" کہا جاتا ہے اور وہ سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔جس طرح اپنی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں اُسی طرح کسی اُمتی کے لیے اَزواجِ مُطَہَّرات سے نکاح کرنا جائز نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۴۶: پیارے نبی ﷺ نے متعدّد شادیاں کیوں کیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو خصوصی طور پر اللہ نے بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے متعدّد شادیاں کیں اور اس کے پیچھے بہت سارے دینی و معاشرتی مقاصد تھے۔

═══ ❁ ✿ ❁ ═══

نبی کریم ﷺ کے شمائل وعادات

سوال نمبر ۱۴۷: پیارے نبی ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا اخلاق بہت عمدہ تھا۔ آپ بچپن ہی سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ ہر طرح کی اچھائیاں آپ کے اندر موجود تھیں اور تمام طرح کی برائیوں سے آپ دور تھے۔

سوال نمبر ۱۴۸: پیارے نبی ﷺ کا حُلیہ مبارک کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک چاند جیسا خوب صورت، سرخی مائل سفید اور پُر نور تھا۔ آپ کا قد درمیانہ تھا، نہ بہت زیادہ لمبے اور نہ پست قد تھے۔ سینہ کشادہ اور پیٹ سینے کے برابر تھا۔ سر کے بال کانوں یا کندھوں تک پہنچتے تھے اور ان بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ نہ تو بالکل مڑے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ ہاتھ بھرے بھرے اور ریشم سے زیادہ نرم تھے۔ منہ کشادہ اور آنکھیں سفیدی میں سرخی لیے ہوئی تھیں۔ ایڑیاں کم گوشت والی ہلکی تھیں اور پسینہ بے حد خوشبو دار تھا۔ گویا آپ اخلاقی اور جسمانی دونوں اعتبار سے سب سے بہتر تھے۔

سوال نمبر ۱۴۹: کیا پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا؟

جواب: جی نہیں! پیارے نبی ﷺ کا سایہ تھا، کیوں کہ کسی بھی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۵۰: کیا پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مختارِ کُل تھے؟

جواب: جی نہیں! پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مختارِ کُل نہیں تھے۔ اگر آپ عالم الغیب اور مُختارِ کُل ہوتے تو آپ پر مصیبتیں نہ آتیں اور آپ اپنے چچا ابوطالب کو ضرور مسلمان بنا لیتے۔ عالم الغیب اور مُختارِ کُل صرف اللہ کی ذات ہے، اس کے سوا کسی اور کو عالم الغیب اور مُختارِ کل سمجھنا شرک ہے۔

سوال نمبر ۱۵۱: کیا پیارے نبی ﷺ ہماری طرح بشر و انسان اور اللہ کے بندے ہیں؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ بھی ہماری طرح بشر و انسان اور اللہ کے بندے ہیں۔

سوال نمبر ۱۵۲: پیارے نبی ﷺ کی سب سے مکمل صفت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی سب سے **مکمل** صفت اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تم مجھے میرے اس مقام سے زیادہ آگے بڑھاؤ جس پر مجھے اللہ نے رکھا ہے۔“ [مسند احمد:۱۲۵۵۱]

سوال نمبر ۱۵۳: ازواجِ مطہرات کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: ازواجِ مطہرات کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی نرمی سے پیش آتے، ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے، ان کے پاس رات گزارنے اور انھیں نان و نفقہ دینے میں عدل سے کام لیتے، جب سفر کرتے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جن کا نام نکل آتا انھیں اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے، اُن کی دل جوئی کرتے اور اُن کے جائز مطالبات کو پورا کرتے تھے۔

سوال نمبر ۱۵۴: بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے، ان سے باتیں کرتے، انھیں دعائیں دیتے، گود میں اٹھاتے اور بوسہ دیتے۔ اُنھیں سلام کرتے اور ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے۔ بچے اگر کپڑے پر پیشاب کر دیتے تو بُرا نہ مانتے اور نہ ان کی گندگی صاف کرنے میں عار محسوس کرتے۔ نماز میں اگر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے، لیکن اگر بچے غلطی کرتے تو فوراً تنبیہ کرتے، اُنھیں سمجھاتے اور ان کی مناسب تربیت فرماتے تھے۔

سوال نمبر ۱۵۵: خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ بہت اچھا ہوتا تھا، ان کے ساتھ نرمی کرتے اور عفو و درگزر سے کام لیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے دس سالوں تک نبی ﷺ کی خدمت کی، مگر آپ نے نہ کبھی انھیں ڈانٹا اور نہ کسی کام کے بارے میں اعتراض کیا۔ [بخاری:۶۰۳۸، مسلم:۲۳۰۹]

سوال نمبر ۱۵۶: لوگوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا عام برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ہنسی خوشی سب سے ملتے جلتے، چھوٹے بڑے سب کا خیال رکھتے اور ہر ایک

کی دعوت قبول فرماتے اور خود بھی مہمانوں کی اچھی میزبانی کرتے۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے۔ مریضوں کی عیادت کرتے اور ان کے لیے علاج بھی تجویز کرتے حتیٰ کہ کوئی لونڈی یا غلام بیمار ہو جاتا تو اس کی بھی خبرگیری کرتے۔ مسلمانوں کی تجہیز وتکفین اور جنازہ میں شامل ہوتے۔ اور اگر کسی سے قرض لیتے تو اسے بہتر انداز میں واپس لوٹاتے۔

سوال نمبر ۱۵۷: غیر مسلموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: غیر مسلموں کے ساتھ بھی پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ بہت مشفقانہ تھا۔ آپ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے۔ ان کے ہدایا و تحائف کو قبول فرماتے، ان کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے اور ان سے کیے گئے وعدے کو پورا کرتے۔ ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھتے، لیکن دین وشریعت کے معاملے میں ذرا بھی غفلت اور سستی سے کام نہیں لیتے تھے، بلکہ فوراً تنبیہ فرماتے اور اصلاح کرتے۔

سوال نمبر ۱۵۸: پیارے نبی ﷺ کے عدل وانصاف کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ بڑے عادل اور انصاف پسند انسان تھے۔ اپنے اور بیگانے ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک عورت کی چوری کا معاملہ پیش آیا، اسامہ بن زید نے سفارش کی تو آپ نے فرمایا: اگر میری بیٹی فاطمہ ایسا کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹتا۔ [بخاری:۳۴۷۵]

سوال نمبر ۱۵۹: پیارے نبی ﷺ کی شجاعت و بہادری کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سب سے زیادہ بہادر تھے، لڑائی کے وقت دشمن کے قریب آپ خود ہوتے تھے۔ جب گھمسان کی لڑائی ہوتی اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوتا تو صحابہ آپ کو ڈھال بناتے تھے۔ رات میں کبھی دشمن کے حملہ کرنے کا خوف ہوتا تو سب سے پہلے آپ اس کا جائزہ لیتے تھے۔ [دیکھیے: مسند احمد: ۱۳۴۷، صحیح بخاری: ۲۹۰۸]

سوال نمبر ۱۶۰: پیارے نبی ﷺ کے عفو ودرگزر کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ انتہائی شفیق ومہربان تھے۔ آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ

نہیں لیا۔ قوم کی طرف سے آپ کو سخت تکلیف دی گئی، مگر آپ نے انھیں معاف کر دیا۔ ایک مرتبہ آپ سو رہے تھے کہ ایک دشمن آیا، آپ پر تلوار اٹھالی، گستاخی سے آپ کو جگایا اور کہنے لگا کہ تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: **اللہ!** یہ ایمانی قوت اور ہمت دیکھ کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کانپنے لگا، تلوار آپ نے اٹھالی اور اسے معاف کر دیا۔

سوال نمبر ۱۶۱: پیارے نبی ﷺ کے شرم وحیا کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ گھروں میں رہنے والی کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ شرم وحیا کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔

سوال نمبر ۱۶۲: پیارے نبی ﷺ کے خطبہ دینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اپنے خطبے کا آغاز اللہ کی حمد و ثنا سے کرتے تھے اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق آپ کا خطبہ ہوا کرتا تھا۔ خطبہ دیتے وقت کبھی آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جوش بڑھ جاتا، گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور کبھی نرمی والے انداز میں خطبہ دیتے۔ [دیکھیے: صحیح مسلم: ۸۶۷]

سوال نمبر ۱۶۳: پیارے نبی ﷺ کی گفتگو کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ فحش گو اور بدزبان نہیں تھے، بلاضرورت اور لایعنی گفتگو نہیں فرماتے تھے، نرم لہجے میں بات چیت کرتے اور ہمیشہ سچ بولتے تھے، جلدی جلدی بات کرنے کے بجائے ٹھہر ٹھہر کر واضح انداز میں بات کرتے تھے، آپ کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ اور اس قدر واضح ہوتا تھا کہ جو بھی اسے سنتا سمجھ لیتا۔

سوال نمبر ۱۶۴: پیارے نبی ﷺ کے چلنے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سب سے تیز، سب سے عمدہ اور مُتَوازِن چال چلتے اور کبھی بھی اکڑ کر نہیں چلتے تھے۔ کبھی دونوں پاؤں میں جوتا پہن کر اور کبھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ کبھی صحابہ کے ساتھ چلتے اور کبھی اکیلے چلا کرتے تھے۔

سوال نمبر۱۶۵: پیارے نبی ﷺ کے ہنسنے اور رونے کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ تبسم فرماتے تھے، قہقہہ اور ٹھٹھا لگاکر نہیں ہنستے تھے۔ رونے کا انداز بھی معتدل تھا، زور زور سے دھاڑیں مار کر نہیں روتے تھے، بلکہ آنکھیں بھر آتیں اور آنسو نکل آتے۔ راتوں میں رونے کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ سینے سے ہانڈی کے جوش مارنے کی طرح آواز نکلتی تھی۔

سوال نمبر۱۶۶: پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کیوں روتے تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کبھی اللہ کے خوف سے اور کبھی قرآن سن کر روتے تھے، کبھی آپ کا رونا میت پر رحمت کے لیے ہوتا تھا اور کبھی امت پر رحمت و شفقت کے لیے ہوتا تھا۔

سوال نمبر۱۶۷: پیارے نبی ﷺ کے کھانے پینے کا طریقہ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو جو کچھ میسر ہوتا کھا لیتے، کھانے میں عیب نہیں نکالتے اور اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اسے حرام قرار دیے بغیر لوٹا دیتے، کھانے پینے کے شروع میں بسم اللہ کہتے اور فراغت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے۔ دسترخوان زمین پر رکھا جاتا اور زمین ہی پر بیٹھ کر آپ کھانا کھاتے، نہ بہت زیادہ کھاتے اور نہ ہی بہت کم، آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتے تھے۔ پانی بھی آپ بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پیتے تھے۔

سوال نمبر۱۶۸: پیارے نبی ﷺ کے سونے اور جاگنے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ عشاء کی نماز کے بعد جلدی سوتے تھے۔ بستر پر آنے کے بعد سونے کی دعا پڑھتے پھر مُعَوِّذَات وغیرہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور ہتھیلیوں کو پورے جسم پر پھیرتے اور ایسا تین مرتبہ کرتے تھے نیز داہنی کروٹ پر رخسار کے نیچے داہنی ہتھیلی رکھ کر سوتے تھے۔ رات کے آخری حصے میں نمازِ فجر سے کافی پہلے تہجد کے لیے بیدار ہوجاتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ پوری رات سوتے رہیں یا پوری رات جاگتے رہیں۔ [1]

---

[1] مُعَوِّذَات سے مراد قرآن کریم کی تین سورتیں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔ سونے اور بیدار ہونے کی دعاؤں کے

سوال نمبر ۱۶۹: پیارے نبی ﷺ کے زُہد وورَع اور دنیا سے بے رغبتی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے زُہد و وَرَع اور دنیا سے بے رغبتی کا حال یہ تھا کہ کئی کئی دنوں تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کر لیتے۔ کھجور کے تنوں کا بستر تھا، صحابہ نے نرم بستر مہیا کرنا چاہا، مگر آپ نے منع کر دیا۔ بھوک کی وجہ سے کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتے، مگر اللہ کی ناشکری نہیں کرتے تھے۔ زہد وورع کی یہ ساری صورتیں اختیاری تھیں لاچاری کچھ نہ تھی۔

سوال نمبر ۱۷۰: پیارے نبی ﷺ کی عبادت اور خوفِ الٰہی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزری۔ جو کچھ آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی اُسے عملی طور پر کر کے دکھایا۔ راتوں کو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر روتے اور لمبے قیام کی وجہ سے پاؤں میں ورم آجاتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہیں پھر عبادت پر اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

سوال نمبر ۱۷۱: پیارے نبی ﷺ کو دنیا کی کون سی چیزیں سب سے زیادہ پسند تھیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کی دو چیزیں مجھے بہت پسند ہیں: عورت اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“ [سنن نسائی: ۳۹۳۹]

سوال نمبر ۱۷۲: پیارے نبی ﷺ کا پسندیدہ رنگ کون سا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا سب سے پسندیدہ رنگ سفید اور سبز رنگ تھا۔

سوال نمبر ۱۷۳: پیارے نبی ﷺ کی چند خصوصیات بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پوری دنیا کے لیے اللہ کے آخری نبی ہیں اور اَب آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ پوری دنیا کے لیے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ کو ”جامع کلمات“ عطا کیے گئے تھے، قیامت کے دن آپ کو مقامِ محمود، حوضِ کوثر، مقامِ وسیلہ اور شفاعتِ عُظمیٰ کا شرف حاصل ہو گا۔

لیے دیکھیں: صحیح بخاری: ۶۳۱۴، صحیح مسلم: ۲۷۱۱

سوال نمبر۱۷۴: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ کیا عطا ہوا تھا؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ "قرآن کریم" عطا ہوا تھا۔

سوال نمبر۱۷۵: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چند معجزات بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو "قرآنِ کریم" کے علاوہ اور بھی چھوٹے بڑے بہت سے معجزات ملے ہوئے تھے، جن میں سے چند یہ ہیں: ① آپ نے مستقبل سے متعلق جو خبریں دی تھیں ان میں سے اکثر واقع ہو چکی ہیں۔ ② اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ ③ غزوۂ خندق کے موقع پر تھوڑے سے کھانے کا بہت زیادہ ہو جانا۔ ④ درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا۔ ⑤ ایک سفر میں پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک انگلیوں کی برکت سے تھوڑے سے پانی کا چشمے کی طرح بہہ پڑنا۔

سوال نمبر۱۷۶: کیا پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسمِ اطہر پر نبوت کی مُہر تھی؟ اور نبوت کی مُہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح نبوت کی مُہر تھی۔ نبوت کی مہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کی وفات کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

سوال نمبر۱۷۷: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کا برتاؤ بہت اچھا اور خوش گوار تھا، وہ دل و جان سے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت کرتے تھے اور حد درجہ آپ کی تعظیم کرتے تھے۔[1]

---

[1] صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے عُروہ بن مسعود ثقفی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا تھا: "اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کو بھی نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ویسی تعظیم کرتے ہوں جیسی صحابۂ کرام، محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ کھکھارتے بھی ہیں تو وہ ان کے کسی صحابی کی ہتھیلی میں گرتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مَل لیتے ہیں، جب آپ کوئی حکم فرماتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لیے وہ لوگ دوڑ پڑتے ہیں، جب آپ وضو کرتے ہیں تو اس پانی کو لینے کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے وہ ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں ہیں۔" [صحیح بخاری: ۲۷۳۲]

سوال نمبر ۱۷۸: کیا پیارے نبی ﷺ پر کبھی جادو کا اثر بھی ہوا؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ پر جادو کیا گیا اور آپ کی ذاتِ اقدس پر اس کا اثر بھی ہوا۔[1]

سوال نمبر ۱۷۹: پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی مکمل تعلیمات ہمارے پاس قرآن کریم اور صحیح احادیث کی شکل میں محفوظ اور موجود ہیں۔ مختصر طور پر جان لیں کہ آپ نے ساری امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ:

اللہ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی معاون اور ہم سر نہیں۔ اُسی نے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ وہی کائنات کی تدبیر کرتا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی بیمار کرتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ صرف وہی عبادت اور بندگی کا حق دار ہے، اس کے سوا کسی اور کی عبادت اور بندگی جائز نہیں۔ اس نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے بہت سے نبی اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اللہ کے تمام رسولوں، کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آخری نبی اور آخری کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کے بغیر آدمی مومن نہیں ہو سکتا ہے۔ قیامت برحق ہے، ہر آدمی کو موت کا مزہ چکھنا ہے، مرنے کے بعد سب لوگ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر آدمی سے اس کے کاموں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جن لوگوں نے نیکیاں کی ہوں گی اللہ اپنے فضل سے انھیں ان کے نیک اعمال کا اجر دے گا اور جن لوگوں نے برائیاں کی ہوں گی انھیں ان کی بُرائی کی سزا ملے گی۔ تقدیر برحق ہے اور نیکی و برائی کی راہیں واضح ہیں۔ ہر شخص کو اختیار ہے چاہے تو نیکی کرے اور چاہے تو برائی کرے۔ دن اور رات میں ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی ضروری ہے۔ جو آدمی مال دار ہو، اسے سال میں ایک بار زکاۃ ادا کرنی لازم ہے اور جو شخص خانۂ کعبہ تک آنے جانے کا خرچ برداشت کر سکے، اس کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہے۔ وغیرہ

[1] اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: معوذتین کے بنیادی مضامین و اہداف ص: ۲۲۶ تا ۲۴۴

سوال نمبر۱۸۰: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی معرفت حاصل ہوجائے تاکہ ہم آپ کی پاکیزہ زندگی سے عبرت حاصل کریں اور اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں آپ کی ذاتِ مبارکہ کو اُسوہ بنائیں اور آپ کی محبت ہمارے دل و جان میں اس طرح رچ بس جائے کہ ہر معاملے میں ہم آپ کی پیروی کریں۔

دعا ہے کہ رب العالمین ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبیہ الکریم

═══ ❁ ✿ ❁ ═══

الفاظ و معانی

عِیسوِی سَن: وہ سال جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔

مُنَاسَبَت: باہمی نسبت، تعلق۔

اہلِ عرب: عرب کے رہنے والے۔

تَحرِیف: کسی بات کو کچھ کا کچھ کر دینا، بدل دینا۔

مُتَّفَق عَلَیہ: جس پر سب کا اتفاق ہو۔

نَسَب نامہ: خاندانی سلسلہ۔

منتظم و نگراں: انتظام اور نگرانی کرنے والا۔

فَصِیح: ایسا کلام جو صاف و سادہ اور واضح ہو۔

سُپُرد: حوالے کرنا۔ چاک کرنا: چیرنا پھاڑنا۔

دَایہ: چھوٹے بچوں کی دیکھ ریکھ کرنے والی عورت۔

ترکہ: مُتوفی کا چھوڑا ہوا مال و جائیداد۔

جاہلیت: نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے کا دور۔

وَعدہ خِلافی: بے وفائی، اقرار کر کے پورا نہ کرنا۔

پَس مَنظَر: کسی واقعے یا خبر کے آگے پیچھے کی مکمل بات، جس سے وہ واقعہ یا خبر پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

حَلِیفوں: حلیف کی جمع، وہ فریق یا گروہ جو دوسرے فریق کی مدد کرنے اور ہر معاملے میں اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کرے۔

فَرِیقوں: فَرِیق کی جمع، گروہ، پارٹی۔

مُعاہَدَہ: دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد و پیمان۔

پِیشَہ: مشغلہ، کاروبار، روزگار جو کمائی کا ذریعہ ہو۔

رَاہِب: عیسائیوں کا پیشوا۔

اِیفَائے عَہد: وعدہ پورا کرنا۔

گُن گانا: کسی کی خوبیوں کی تعریف کرنا۔

حُسنِ اخلاق: اچھے عادات و اطوار۔

عُمر رَسِیدَہ: زیادہ عمر والا۔

حَوصَلَہ مَند: ہمت اور حوصلہ رکھنے والا۔

نچھاور کرنا: قربان کرنا، فدا ہونا۔

کنیت: اصل نام کے علاوہ وہ نام جس کے پہلے ابو، ابن، ام، بنت وغیرہ موجود ہوں۔

لقب: وہ نام جو کسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ کام کی وجہ سے مشہور ہو گیا ہو یا اپنا لیا گیا ہو۔

نصب کرنا: لگانا، گاڑنا۔ مَشِیّت: مرضی، خواہش۔

حَکَم: دو فریق کے جھگڑے یا معاملے کا فیصلہ کرنے والا۔

حِکمت: عقل مندی و دانائی۔

حَق پَرَست: سچا، سچ کو پسند کرنے والا، مُنصِف۔

قائل ہونا: مان لینا۔ امین: امانت دار۔

صادق: سچا۔ نبوت: نبی ہونا، نبی بنایا جانا۔

رسالت: رسول ہونے کی ذمہ داری۔

کَیفِیت: حالت، تفصیل۔

صِلہ رَحمی: خاندان والوں سے نیکی کا برتاؤ کرنا۔

تبلیغ: پیغام پہنچانا۔

مَظاہرِ قُدرت: قدرت کے نظارے

عَلانِیہ: کُھلّم کُھلّا۔ خُفیہ: چھپ کر۔

ذَریعۂ مَعاش: وہ کام جس سے روزی کمائی جائے۔

مالِ غَنیمَت: دشمن کا وہ مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے۔

مالِ فَے: دشمن کا وہ مال جو لڑائی کیے بغیر ہاتھ آئے۔

بَیتُ المال: اسلامی حکومت کا خزانہ۔

مجمَع: بھیڑ، بہت سے لوگوں کا ہجوم۔

گامزن کرنا: راستے پر چلانا، رواں کرنا۔

مُشتَمِل: شامل۔

بَراہِ رَاست: بلاواسطہ، ڈائرکٹ۔

مَرکز: اہم مقام، ہیڈ کواٹر۔

دعوت: لفظی معنٰی بلانا، مراد اللہ کے دین کی طرف بلانا۔ نامی لوگ: مشہور لوگ۔

بائیکاٹ: میل جول، لین دین اور بول چال بند کر کے ہر طرح سے دوری اختیار کر لینا۔

شِعب: گھاٹی، پہاڑی راستہ۔

مَفلوج: فالج زدہ، جسم کے کسی حصہ کا کام نہ کرنا۔

غَالب: بلند، غلبہ پانے والا۔

سِیرَت نِگار: کردار اور شخصیت کے بارے میں لکھنے والا۔

سُلوک: برتاؤ، رویہ، بھلائی، خیر خواہی۔

لہولہان: خون سے لت پت ہونا۔

رَدِّ عَمل: کسی کام کا نتیجہ، جوابی عمل۔

امان: پناہ، حفاظت۔

عَقَبہ: گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ۔

سفیر: نمائندہ، پیغام پہنچانے والا۔

مَلامَت: برا بھلا کہنا۔ سَمیت: ساتھ، ہمراہ۔

مُشاہَدہ: معائنہ، کسی چیز کو غور سے دیکھنا۔

کَاہِن: پیش گوئی کرنے والا، جنوں سے معلوم کر کے غیب کی خبریں بتانے والا۔

گلا گھوٹنا: گلا دبانا۔

تدبیر: انتظام، بندوبست۔ پیش کش: تجویز، آفر۔

منصوبہ: پلان، کسی کام کے کرنے سے پہلے کی پلاننگ۔

مَسافَت: فاصلہ، دوری، عرصہ۔

قُصور: کمی، کوتاہی، خامی۔

بَاہَمی: آپسی، آپس میں۔

جَلاوطَن: دیس سے نکالنا۔

عہد شِکنی: وعدہ کر کے مکر جانا۔

مُہَاجِرین: مہاجر کی جمع، گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ

بسنے والے۔

اَنصار: ناصر کی جمع، مدد کرنے والے۔

مُؤاخات: ایک دوسرے سے بھائی چارہ قائم کرنا، آپس میں بھائیوں کی طرح برتاؤ کرنا۔

تحوِیل: پھیرنا، منتقل کرنا۔ مُتّصِل: ملا ہوا۔

کِفَالَت: کسی کام کی ذمہ داری لینا، دیکھ بھال کرنا۔

مَصرُوفیات: مصروفیت کی جمع، بہت سارا کام۔

فوجی مہم: جنگ کے لیے فوج کو بھیجنا۔

جہاد: اللہ کی راہ میں دشمنوں سے لڑنا۔

مال و زَر: مال و دولت اور سونا وغیرہ۔

غَیر شُعُوری: لاعلمی، ناسمجھی۔

اَعلَائے کلمۃ اللہ: اللہ کے کلمے کو بلند رکھنا۔

نیست و نابود: مکمل طور پر ختم کرنا۔

بَیعَت کرنا: کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی باتوں کو ماننے کا عہد کرنا۔ زائد: زیادہ۔

دَفعَات: دفعہ کی جمع، قانون یا دستور وغیرہ کی شِق۔

عہد نامہ: دو فریقوں کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تحریری ثبوت۔

مراسلہ: خط۔ چڑھائی کرنا: حملہ کرنا، دھاوا بولنا۔

کَسَر: کمی، کوتاہی۔ رَائیگاں: ضائع، بے کار۔

جاں بَخشی: جان بخش دینا مراد معاف کر دینا۔

فاتح: جیت حاصل کرنے والا۔

قِتَال: لڑائی کرنا، جنگ کرنا۔

وفود: وَفد کی جمع، چند لوگ، نمائندہ جماعت۔

بَقیع غرقَد: مدینہ طیبہ کا مشہور قبرستان، جو مسجدِ نبوی کے مشرق میں واقع ہے۔

وَصِیَّت: زندگی میں یا آخری وقت میں یا سفر پر جاتے وقت زبانی یا تحریری طور پر یہ بتانا کہ میرے بعد یہ کیا جائے یا یہ نہ کیا جائے۔

چَاشْت: ایک پہر دن چڑھے کا وقت جب کہ سورج بلند ہوتا ہے۔

رَفیقِ اعلیٰ: رفیقِ اعلیٰ سے مراد اللہ کی ذات اور اس کی عطا سے جنت کا اعلیٰ مقام اور انبیاء و صالحین علیہم السلام کی صحبت ہے۔

مُقَدَّر: تقدیر، قسمت کا لکھا۔

طاری ہونا: پیش آنا، چھا جانا۔

اَزواجِ مُطَہَّرات: پاک بیویاں۔

متعدّد: کئی ایک، ایک سے زیادہ۔

بیک وقت: ایک ہی وقت میں، ایک ساتھ۔

شمائل: عادات و خصائل۔

حُلیَہ: شکل وصورت رنگ و روپ اور قد و قامت وغیرہ کی تفصیل۔

عَالِمُ الغَیب: غیب کا جاننے والا۔

مُختارِ کُل: جس کے پاس ہر چیز کا اختیار ہو۔

نَان و نَفقَہ: روٹی کپڑا، بال بچوں کا خرچ۔

قُرعَہ اَندازی: فیصلہ مشکل ہونے کی صورت میں کسی ایک شخص کو چننے کے لیے پرچیوں پر نام لکھ کر ڈالنے کا عمل تاکہ جس شخص کے نام کی پرچی نکل آئے اسی کو چُنا جائے۔

دِل جُوئی: تسلی دینا، حوصلہ افزائی کرنا۔

عار: شرم، جھجک۔

عَفو و دَرگُزر: خطا اور قصور معاف کرنا۔

تجویز: رائے دینا، مشورہ دینا۔

تجہیز و تکفین: مردے کو نہلانا اور کفن وغیرہ پہنانا۔

اَذِیَّت: دکھ، جسمانی تکلیف، روحانی صدمہ۔

گھمسان کی لڑائی: زور و شور کی لڑائی۔

مقابل: آمنے سامنے۔

فُحش گو: گالی بکنے والا، بے شرمی کی باتیں کرنے والا۔

لایعنی: بے فائدہ، بے معنیٰ۔ اَکڑ: غرور، گھمنڈ۔

مُتوازِن: برابر برابر، کسی بھی چیز کا پرفیکٹ اور بہتر انداز میں ہونا۔

تَبَسُّم: مسکراہٹ، ایسی ہنسی جس میں ہونٹ نہ کھلیں اور آواز نہ ہو۔

مُعتَدِل: یکساں، جس میں کمی زیادتی نہ ہو۔

زُہد و وَرَع: پرہیزگاری، گناہوں سے بچنا۔

بے رَغبَتی: بے توجہی، بے پروائی۔

وَرَم: سوجن، جسم کے کسی حصہ کا پھول جانا۔

جامع کلمات: ایسا کلام جن میں الفاظ تھوڑے اور معنیٰ و مطلب زیادہ ہوں۔

مقامِ محمود: پسندیدہ مقام۔

شَفاعَتِ عُظمیٰ: سب سے بڑی سفارش، جو نبی ﷺ کو قیامت کے دن حاصل ہوگی۔

ہَم سَر: برابر والا، ہم رتبہ۔

بر حق: سچ، درست۔

سیرتِ طیبہ: نبی ﷺ کی پاکیزہ سیرت۔

گوشہ: پہلو، کنارہ۔

مَعرِفت: جانکاری، پہچان۔

عبرت: نصیحت، سبق حاصل کرنا۔

عربی مہینے	مُحرَّم	صَفَر	رَبِیْعُ الاَوَّل	رَبِیْعُ الآخِر	جُمَادَی الاُولیٰ	جُمَادَی الآخِرَة
	رَجَب	شَعْبَان	رَمَضَان	شَوَّال	ذِي الْقَعْدة	ذِي الْحِجَّة

Mukhtasar Seerate Rasool S. A. W.

By

Jamshed Alam Salafi

تعارف واپیل

ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے وابستہ ایک دعوتی و تعلیمی اور رفاہی تنظیم ہے، جو مشرقی یوپی کے ضلع بستی میں جماعتی افراد کی قلت اور وسائل کی کمی کے باوجود دعوتی و رفاہی امور کی انجام دہی میں مصروف ہے اور ضلع بستی میں اہل حدیث فکر و منہج کی مضبوط نمائندگی کرنے میں بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں کتاب وسنت کی بالا دستی اس کا مطمحِ نظر ہے۔ تنظیمی و تعلیمی اور دینی و دعوتی میدانوں میں الحمدللہ جمعیت کی کارکردگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی کے پاس کوئی مستقل ذریعۂ آمدنی نہیں ہے اور ابھی تک مستقل طور پر اس کی کوئی آفس بھی نہیں ہے، کسی دور میں شہر بستی کے اندر اس کی آفس کے لیے زمین کی نامزدگی ہوئی تھی، مگر ہنوز وہ جمعیت کی تحویل میں نہیں آسکی ہے۔ جمعیت کے جملہ مصارف اہل خیر کے تعاون سے پورے کیے جاتے ہیں، اس لیے مخیّرینِ جماعت سے گزارش ہے کہ آپ حضرات جمعیت کا فراخ دلانہ تعاون فرمائیں تاکہ جمعیت اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا سکے اور مستقل طور پر اس کی آفس کا بندوبست ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا خلیل اللہ فیضی	حافظ عبدالمتین بستوی
امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی	ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث بستی

Published by

Jamiat Ahl-e-Hadees Basti

Distt: Basti (UP) India

Mob : 8874232594